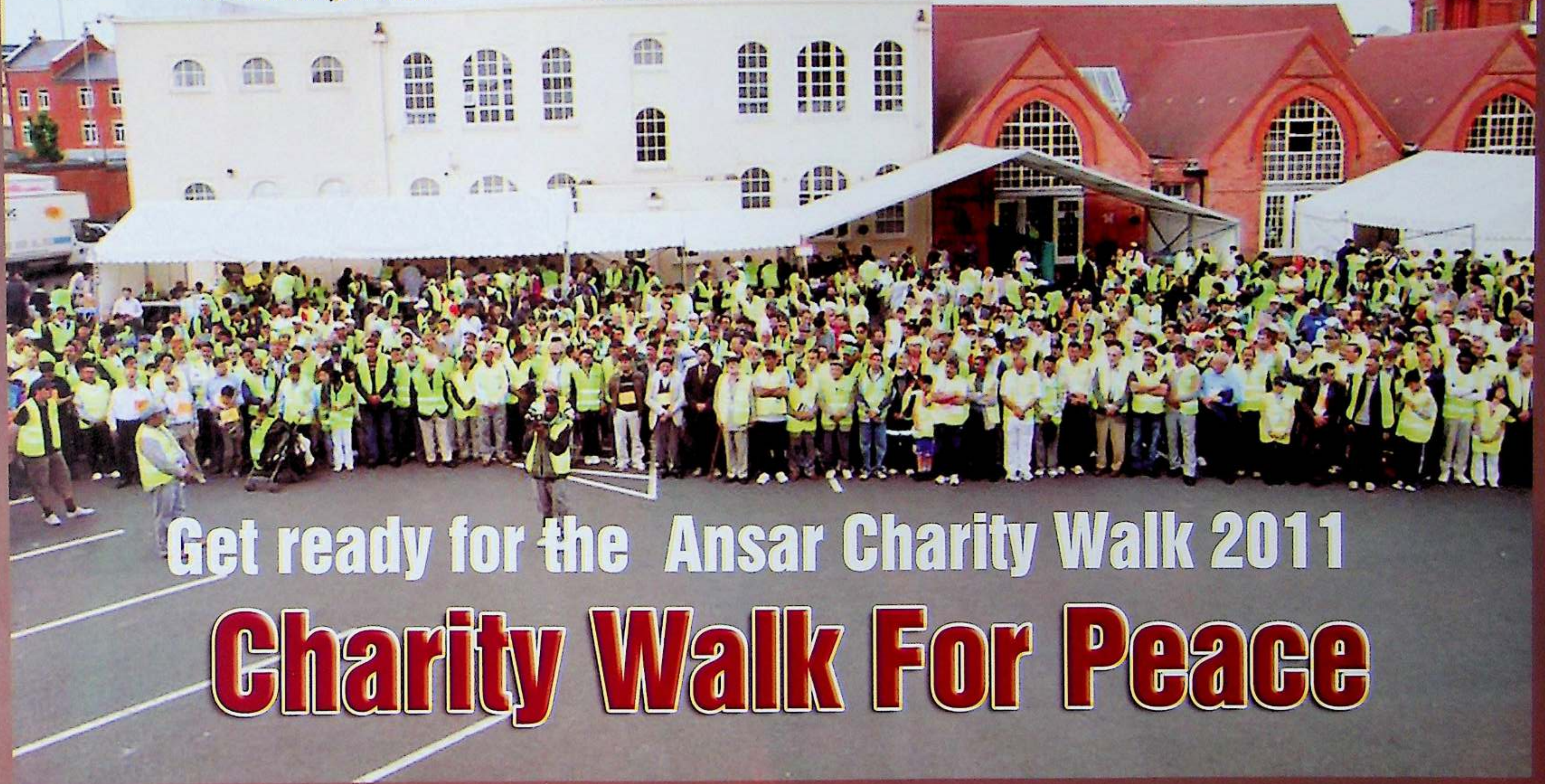
مجلس انصار اللہ یو.کے. کا علمی تعلیمی و تربیتی مجلہ

انصار الدین

امان۔شہادت ۱۳۹۰ء ہجری شمسی جلد ۸۔شمارہ نمبر ۲ مارچ۔اپریل ۲۰۱۱ء

اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے
جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے
اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

[41:34] سورة حم السجدة


Sunday 19th June 2011
181 London Road,
Morden, Surrey, SM4 5PT
Ahmadiyya Muslim Charity Walk
Get ready for the Ansar Charity Walk 2011
Charity Walk For Peace

﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم　نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم　وعلىٰ عبده المسيح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد 8　نمبر 2　مارچ تا اپریل 2011ء

انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

= اداریہ　2
= درس القرآن　3
= حدیث النبی ﷺ　4
= کلام الامام　5
= فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ　6
= جلسہ سالانہ بنگلہ دیش سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب　7
= مذہبی تعلیم کا ارتقاء　11
= رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اہمیت　20
= لندن اور ساؤتھ ویسٹ ریجنز کی تبلیغی مساعی　21
= شعبہ تعلیم کے پرچہ نمبر 1 کے سوالات کے جوابات اور اس پرچہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کے اسماء　22
= انصار ڈائجسٹ　23

کیا آپ!!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریک برائے ادائیگی دو نفل پر عمل کر رہے ہیں؟

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF　e-mail address: ansaruddinuk@hotmail.com

اداریہ

آج مسلمان ممالک میں، جہاں بادشاہ یا آمر حکومت کر رہے ہیں، عوام کو اپنے حکمرانوں کے خلاف آواز بلند کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ عوام کے زبردست احتجاج کی وجہ سے اب بعض حکمرانوں کے پاس کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ اپنی عوام کے حق میں اپنی حکومت سے دستبردار ہو جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں میں عموی طور پر مگر خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک میں آباد مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے کہ اب اُن کے مسلمان بھائی بادشاہت اور آمریت سے نجات پاکر جمہوریت کے سایہ تلے امن وامان کی زندگی بسر کریں گے۔ تاہم مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو دو بڑے امور کو سمجھنے سے عاری ہے۔ ایک تو یہ کہ مسلمان ممالک میں جو احتجاج ہو رہے ہیں کیا اس کی پشت پر صرف مسلمانوں کی جمہوریت اور آزادی کی اپنی خواہش کارفرما ہے یا کچھ دیگر عوامل بھی کام کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان واقعات کے پیچھے اسلام دشمن طاقتوں کا ہاتھ ہو جو امیر اور مستحکم مسلمان ممالک کو غیر مستحکم کر کے انہیں معاشی اور اقتصادی بدحالی کی راہ پر دھکیلنا چاہتے ہیں اور جمہوریت اور امن کے نام پر ان کی اقتصادیات پر قابض ہو کر انہیں مکمل طور پر اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ کیا ان ممالک کے لوگ جمہوریت کو حاصل کر کے حقیقی طور پر امن وسلامتی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے یا کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ان ممالک کی آزادی اور جمہوریت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے انارکی اور طوائف الملوکی کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔

دوسری اہم بات جسے اکثر مسلمان نہیں جانتے کہ اسلام کس طرز کی حکومت کی تعلیم دیتا ہے۔ اکثر مسلمان مغربی طرز کی جمہوریت سے متأثر ہو کر یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام میں صرف جمہوریت کی طرز پر ملکی امور چلانے کی اجازت ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ دوسرے مذاہب کے مقابل پر اسلام کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف ملکی امور کو چلانے کے بارہ میں ایک واضح تعلیم پیش کرتا ہے بلکہ بین الاقوامی امن کو قائم رکھنے کے اصول بھی پیش کرتا ہے۔ اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب میں ملکی اور بین الاقوامی امن کو قائم کرنے کی تعلیم نہیں پائی جاتی۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس لئے وہ کسی ایک طرزِ حکومت کی تعلیم نہیں دیتا اور نہ ہی کسی سیاسی نظام کو کلیۃً ردّ کرتا ہے۔ اسلام دراصل ظاہری خدوخال اور طرزِ حکومت پر زور نہیں دیتا بلکہ اسے مختلف ممالک کی طرزِ معاشرت اور سیاسی حالت پر چھوڑتا ہے کہ وہ کونسا طرزِ حکومت اختیار کریں۔ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ حکومت کس طرح اپنی ذمہ داریاں ادا کرے اور حاکم کس طرح اپنے فرائض بجالائے اور یہ کہ عوام کے اُس پر کیا حقوق ہیں جن کو ادا کرنا حاکم کے لئے لازمی امر ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے اسلام کی اس تعلیم کو بالکل بھلا دیا اور اپنے عوام کو بعض بنیادی حقوق سے کلیۃً محروم کر دیا۔ وہ اس بات کو فراموش کر بیٹھے کہ انسان کو زندہ رہنے کے لئے صرف روٹی کی ضرورت نہیں بلکہ اور بھی بہت سے بنیادی امور لازمی ہیں۔

مسلمان اس وقت جمہوریت کو اپنی آزادی کی آخری منزل سمجھ کر اُس کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ کیا انہیں ایسی جمہوریت مل سکے گی یا وہ انارکی کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔ جو بھی صورتِ حال ہو مسلمان سیاستدانوں اور سرکردہ افراد کو اس سے کم از کم یہ سبق لازمی طور پر حاصل کرنا چاہیے کہ ملکی امن وامان قائم کرنے کی پوری کوشش کریں اور اسے صرف ایک ہی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے کہ وہ خود کو اسلام کی تعلیم پر کاربند کرلیں۔ قرآن کریم جس طرزِ حکومت کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کے دو پہلو بیان فرمائے گئے ہیں۔ پہلے کا تعلق حکمرانوں کے ساتھ ہے کہ وہ امورِ سلطنت چلانے میں اپنے عوام سے مشاورت کے ذریعہ فیصلے کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا: وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ:39)۔ دوسری طرف عوام کو حکم دیا کہ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (النساء: 59) کہ جب بھی حکومت کا انتخاب کرو تو ہمیشہ ان لوگوں کا انتخاب کرو جو اس کے سب سے زیادہ اہل ہوں۔ یہ یاد رکھا جائے کہ انتخاب کا حق ایک قومی امانت ہے جس میں کسی قسم کے تعصب کا دخل نہیں۔ یہ تعلیم صرف مسلمان ممالک کے لئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بیان فرمائی گئی اور اس میں کہیں بھی مذہب کو شامل نہیں کیا گیا۔ اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس کی تعلیم وقت اور زمانہ کی پابند نہیں اس لئے اس نے جس کامل انصاف پر کاربند رہنے کی تعلیم دی ہے اُس میں کہیں بھی مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بیان نہیں کی گئی۔ اگر اس حسین تعلیم پر عمل کیا جائے تو کسی بھی ملک میں رہنے والے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، امن وسلامتی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

پس اسلام ایسی طرزِ حکومت کا تصور پیش کرتا ہے جس میں حاکم اور صاحبِ امر ایسے ہوں کہ بلا تفریق مذہب کامل انصاف کے ساتھ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والے ہوں اور سب پر ملکی قوانین کا یکساں اطلاق ہو۔ حاکم کے لئے لازمی ہے کہ وہ عوام کی ضروریات اور مسائل سے باخبر رہیں تاکہ عوام کو ہڑتالوں اور مظاہروں کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

آج جن مسلمان ممالک میں باشاہت یا آمریت قائم ہے وہاں سربراہان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو یاد رکھیں اور اس کے تحت اپنے عوام کی فلاح و بہبود کو مدِنظر رکھیں اور اب سے پہلے ہونے والے ناروا سلوک اور مظالم کی تلافی کریں۔ جن ممالک میں آمریت ختم ہو چکی ہے وہاں نئی حکومتوں کا اخلاقی فرض ہے کہ ایسی طرزِ حکومت کو اپنائیں جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔ اس وقت مسلمان ممالک کو دو بڑے خطرات درپیش ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پھر رفتہ رفتہ آمریت کی اُسی راہ پر گامزن ہو کر پھر پہلی حالت پر لوٹ جائیں۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں مغربی طاقتوں کا اتنا اثر ونفوذ ہو جائے کہ عوام ایک آقا کی غلامی کا جوا اتار کر پھر دوسرے آقاؤں کی غلامی کے جال میں پھنس جائیں۔

اے رحیم وکریم خدا! یہ مسلمان تیرے رسولؐ کے نام لیوا ہیں اور اس کی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں، رحم کی نظر کے ساتھ ان کی مشکلات دُور فرما۔ آمین۔

درس القرآن

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ سَمِيعاً بَصِيراً۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً۔

(سورۃ النساء آیات 60-59)

ترجمہ: اللہ تمہیں یقیناً (اس بات) کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو۔ اور (یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم (حکام سے) کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو (اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو) یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔

ان آیات میں ملکی امور اور نظام حکومت کو چلانے کے معاملات میں تعلیم بیان فرمائی گئی ہے۔ اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ لوگ جب حکام کا انتخاب کریں تو اس بات کا لازمی خیال رکھیں کہ وہ صرف ان لوگوں کو منتخب کریں گے جو ہر لحاظ سے اہل ہوں گے اور ان میں نظام حکومت کو بہترین طور پر چلانے کی لازمی خصوصیات موجود ہوں گی۔ اسے ایک قومی امانت کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک شخص جو اہل ہے انتخاب میں اپنی رائے دے گا اور ہر قسم کے تعصّبات سے بالا ہو کر اس امانت کا حق ادا کرے گا۔ انتخاب کے وقت کسی قسم کی جوڑ توڑ، تعصب، نفرت، بغض اور برادری یا مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اہلیت کی بنیاد پر چناؤ کیا جائے گا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو وہ نہ صرف خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے کہ انہوں نے امانت کا حق ادا نہیں کیا بلکہ اس دنیا میں بھی قومی انتشار کا باعث بنیں گے۔

جب انتخاب کا حق لوگوں کے سپرد کیا گیا ہے تو اس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حکومت کرنا کسی شخص کا پیدائشی حق نہیں اور نہ ہی حکومت کسی کو وراثت کے طور پر ملنی چاہیے بلکہ حکومت عوام کی منتخب کردہ ہو اور وہ ان کے حقوق کی نگہداشت کرنے والی ہو۔ حکام بھی ایسے ہوں جو صرف حکومت ہی نہ کریں اور لوگوں سے اطاعت کی توقع رکھیں بلکہ وہ خود بھی انسانی ہمدردی کے جذبہ سے کام کرنے والے ہوں اور ان پر ہمیشہ خدا کا خوف غالب رہے کہ وہ نہ صرف عوام کے سامنے بلکہ خدا تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہوں گے، ان کے تمام فیصلے انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ رنگ و نسل یا مذہبی تفریق ان کے فیصلوں میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔

پھر یہ تعلیم دی گئی کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ حکام کی اطاعت کی بھی تعلیم دی گئی۔ اس میں یہ بھی مضمر ہے کہ حکام کو تعلیم دی گئی کہ وہ حکومت اسی طرز پر چلائیں جیسے کہ خدا تعالیٰ نے احکامات دیئے ہیں اور اس کے رسول نے نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر تو وہ ایسا کریں گے تو عوام میں بھی ان کے لئے قدر رہے گی اور انہیں عوام کا تعاون حاصل رہے گا اور اس میں ان کے ملکی امن کی ضمانت دی گئی ہے۔ اگر کسی معاملہ میں رہنمائی کی ضرورت ہو تو قرآن اور اس کے بعد سنتِ رسول اور احادیث سے رہنمائی حاصل کریں۔

اسی طرح عوام کو بھی تعلیم دی گئی کہ اگر کسی وقت وہ حکام کی اطاعت نہ کر سکتے ہوں تو بجائے سرکشی کے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور اس سے مدد چاہیں جو سب جاننے اور سننے والا ہے۔ اگر اختلاف قانونی معاملات میں ہوں تو انہیں اطاعت کی تعلیم دی گئی ہے لیکن اگر اختلافات مذہبی امور میں ہوں تو اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ حکام کی بات مانیں بلکہ فرمایا گیا کہ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ اگر حکومت مسلم نہ بھی ہو تو بھی دنیاوی معاملات میں اطاعت ضروری ہے اور یہی نمونہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں نظر آتا ہے اور احادیث سے بھی اسی بات کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر عوام اور اولی الامر دونوں اس تعلیم پر صحیح طور پر عمل پیرا ہوں تو اس کے نتیجہ میں ملکی امن وسلامتی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے برعکس نہ صرف ملکی امن وامان برباد ہو گا بلکہ اس سے بین الاقوامی بدامنی کا اندیشہ بھی پیدا ہو جائے گا۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (بخاری)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سچا مومن نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث اسلامی اخوت کا حقیقی معیار پیش کرتی ہے سب سے پہلے قرآن شریف نے تمام مسلمانوں کو انما المومنون اخوۃ (یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کہہ کر بھائی بھائی بنایا اور اس کے بعد ہمارے آقا ﷺ نے وہ الفاظ فرما کر، جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں، اس اخوت کے بلند معیار کی وضاحت فرمائی آپ فرماتے ہیں اور کس شان کے ساتھ خدا کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مومنوں کی اخوت کا حقیقی معیار یہ ہے کہ جو بات ایک مسلمان اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے ان مختصر الفاظ کے ذریعہ آپ نے گویا مسلمانوں میں ہر قسم کی دوئی اور غیرت کی جڑھ کاٹ کر انہیں بالکل ایک جان کر دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل اکثر لوگ نفسا نفسی کی مرض میں مبتلا ہو کر اپنے واسطے ہر خیر کو جمع کرنے اور دوسروں کو ہر خیر سے محروم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے کہ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْوَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَبْعُوْثُوْنَ۔ ''یعنی دوسروں کا حق مارنے والے لوگوں پر افسوس ہے کہ جب وہ دوسروں سے اپنا حق وصول کرتے ہیں تو خوب بڑھا چڑھا کر لیتے ہیں۔ لیکن جب خود دوسروں سے اپنا حق دینے لگتے ہیں تو اپنا ناپ کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ خدا کے سامنے کبھی پیش نہیں کئے جائیں گے''؟ اسلام اس نفسا نفسی کی مرض کو جڑھ سے کاٹ کر حکم دیتا ہے کہ سچے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کریں۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو خاص حقوق شریعت نے قریبی رشتہ داروں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں انہیں ترک کر دیا جائے۔ مثلاً باپ کا فرض ہے کہ چھوٹی عمر کی اولاد کے اخراجات کا کفیل ہو خاوند کا فرض ہے کہ بیوی کے اخراجات کو برداشت کرے۔ بچوں کا فرض ہے کہ بوڑھے یا بے سہارا والدین کا بوجھ اٹھائیں۔ اسی طرح شریعت نے ایک شخص کے مرنے پر اس کے ورثاء کے حصے بھی مقرر کر دیئے ہیں کہ بیوی کو اتنا حصہ ملے۔ اور اولاد کو اتنا حصہ ملے۔ اور ماں باپ کو اتنا حصہ ملے وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرے رشتہ داروں اور ہمسایوں اور دوستوں کا خاص خیال رکھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ پس یہ مقررہ حقوق تو بہر حال مقدم رہیں گے۔ لیکن انہیں چھوڑ کر عام تعلقات اور معاملات میں اسلام ہر مسلمان سے توقع رکھتا اور اسے تاکیدی ہدایت دیتا ہے کہ جو بات وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے اور یہ نہ ہو کہ اپنے لئے تو اس کا پیمانہ اور ہو اور دوسروں کے لئے اور ہو۔ ایک دوسری حدیث میں ہمارے آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ تمام مسلمان آپس میں ایک انسانی جسم کے اعضا کا رنگ رکھتے ہیں۔ جس طرح جسم کے ایک عضو کے دُکھنے سے سارا جسم درد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کے دُکھ سے ساری قوم میں بے کلی اور بے چینی پیدا ہو جانی چاہئے۔ یہ وہ اخوت کا بلند معیار ہے۔ جس پر خدا کا رسول (فداہ نفسی) ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ کاش ہم اس تعلیم کی قدر کریں۔

کلام الامام علیہ السلام

قرآن شریف کے اتّباع کی برکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتّباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے...... اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجود کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجز حُبِّ الٰہی کے اَور کچھ نہیں۔ دُنیا اُن سے ناواقف اور وہ دُنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ اُنہیں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ اُنہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دَوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور اُن کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہریک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے''۔

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ 24-23)

''جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنالیتا ہے۔ وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے''۔

(الحکم . 24 ستمبر 1904ء)

''اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور پر بناوے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کردے اور اس کے رسول محمد مصطفی ﷺ سے محبت رکھے اور اپنی خودنمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اِس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالاتِ الٰہیہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے، حدیث النفس نہیں ہوتا''۔

(چشمۂ معرفت صفحہ 300)

''اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اِس اُمت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں، اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے...... مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت اُن کے پاس تھی جو اُن کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی پرواہ نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں''۔

(الحکم . 17 تا 24 اگست 1904ء)

فرمودات امیرالمومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فیس بُک پر اکاؤنٹ

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 31/دسمبر 2010ء بمطابق 31/فتح 1389 ہجری شمسی، بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ) میں احباب جماعت کو ایک اہم تاکیدی ارشاد فرمایا۔ حضور انور فرماتے ہیں:

''تیسری بات مَیں آج یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے پتہ لگا کہ میرے نام سے آج کل انٹرنیٹ وغیرہ پر فیس بک (Face Book) ہے۔ فیس بُک کا ایک اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے۔ جس کا میرے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں۔ نہ کبھی مَیں نے کھولا نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے بلکہ مَیں نے تو جماعت کو کچھ عرصہ ہوا اس بارہ میں تنبیہ کی تھی کہ اس فیس بُک سے بچیں۔ اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں۔ پتہ نہیں کسی نے بے وقوفی سے کیا ہے۔ کسی مخالف نے کیا ہے یا کسی احمدی نے کسی نیکی کی وجہ سے کیا ہے لیکن جس وجہ سے بھی کیا ہے، بہر حال وہ تو بند کروانے کی کوشش ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں قباحتیں زیادہ ہیں اور فائدے کم ہیں۔ اور بلکہ انفرادی طور پر بھی مَیں لوگوں کو کہتا رہتا ہوں کہ یہ جو فیس بُک ہے اس سے غلط قسم کی بعض باتیں نکلتی ہیں اور پھر اس شخص کے لئے بھی پریشانی کا موجب بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر لڑکیوں کو تو بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن بہر حال مَیں یہ اعلان کر دینا چاہتا تھا کہ یہ جو فیس بُک ہے اور اس میں وہ لوگ جن کے اپنے فیس بُک کے اکاؤنٹ ہیں، وہ آ بھی رہے ہیں، پڑھ بھی رہے ہیں، اپنے کمنٹس (Comments) بھی دے رہے ہیں جو بالکل غلط طریقہ کار ہے اس لئے اس سے بچیں اور کوئی اس میں شامل نہ ہو۔ اگر ایسی کوئی صورت کبھی پیدا ہوئی جس میں جماعتی طور پر کسی قسم کی فیس بک کی طرز کی کوئی چیز جاری کرنی ہوئی تو اس کو محفوظ طریقے سے جاری کیا جائے گا جس میں ہر ایک کی access نہ ہو اور صرف جماعتی مؤقف اس میں سامنے آئے اور اس میں جس کا دل چاہے آ جائے۔ کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض مخالفین نے بھی اپنے کمنٹ (Comment) اس پر دیئے ہوئے ہیں۔ اب ایک تو ویسے ہی غیر اخلاقی بات ہے کہ کسی شخص کے نام پر کوئی دوسرا شخص چاہے وہ نیک نیتی سے ہی کر رہا ہو بغیر اس کو بتائے کام شروع کر دے۔ اس لئے جس نے بھی کیا ہے اگر تو وہ نیک نیت تھا تو وہ فوراً اس کو بند کر دے اور استغفار کرے اور اگر شرارتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے خود نپٹے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور جماعت کو ترقی کی راہوں پر چلاتا چلا جائے''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفۂ وقت کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

میں خاص طور پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہتا ہوں کہ

اپنے پروگراموں میں تیزی پیدا کریں، ایک جامع پروگرام بنائیں اور دعوت الی اللہ

کے کام کو ملک میں کونے کونے میں پھیلا دیں

ہر احمدی کو اپنے آپ کو احمدیت کا سفیر سمجھنا ہوگا۔اعمال، اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس کا ہم پرچار کر رہے ہیں۔ اور وہ تعلیم آنحضرت ﷺ کی آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم ہے جس کے آنے سے شریعت کامل ہوئی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد کے نیک اعمال کا مجموعہ جماعت کی مضبوطی بڑھائے گا۔اور جب یہ نیک اعمال کامل فرمانبرداری سے ایک ہاتھ کے اشارے پر اٹھتے بیٹھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوں گے تو ایک انقلاب دنیا میں پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔

مَیں نظام جماعت اور تمام ذیلی تنظیموں کو کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی امانت کا حق ادا کریں۔ صرف افراد جماعت سے کامل اطاعت کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے فرائض بھی احسن طریق پر ادا کرنے والے ہوں۔

دعوت الیٰ اللہ کا کام کئی گنا بڑھ سکتا ہے۔اپنے تبلیغ کے نظام کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 6 فروری 2011ء بروز اتوار، طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ سے براہ راست، مختصر مگر نہایت ایمان افروز اور پُر اثر افتتاحی خطاب)

(نوٹ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ادارہ ''انصارالدین'' اپنی ذمہ داری پر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔)

أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ .

اس وقت مَیں بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے پہلے دن کے ابتدائی اجلاس کے خطاب کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔یہ جلسہ سالانہ جو بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے، یہ نئی جگہ پر ہو رہا ہے جو اس لئے کرائے پر لی گئی تھی کہ زیادہ تعداد میں لوگ شامل ہو سکیں۔لیکن بدقسمتی سے، قوم کی بدقسمتی کہنا چاہئے، ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ ہر برے حالات میں بھی بہتر حالات پیدا کر دیتا ہے، وہاں مخالفین کے ایک ٹولے نے جلوس نکال کر، انتظامیہ

پر دباؤ ڈال کر مجبور کیا کہ یہاں جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔اس لئے وہاں کے حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے انتظامیہ نے ہمیں کچھ تھوڑے وقت کی اجازت دی ہے۔اس لئے یہ پروگرام مختصر کر کے،مَیں نے نظم بھی چھوٹی پڑھوائی ہے اوراب مَیں خطاب بھی مختصر کروں گا۔ان کے لئے دعا بھی کریں۔اللہ تعالیٰ وہاں کے مشکل حالات میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا پولیس نے اورانتظامیہ نے ہمیں تھوڑا وقت دیا ہے کہ پانچ بجے تک یہ ختم کریں۔ہم احمدی جو ہمیشہ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور یہی ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم نے سکھایا ہے،انشاءاللہ تعالیٰ اس وقت کے اندر اندر یہ جلسہ یا جو بھی پروگرام ہے ہم ختم کر لیں گے کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارا مقصد کسی قسم کا فساد پیدا کرنا نہیں، بلکہ ہم صلح پسند اور امن جُو،امن پسند لوگ ہیں اوراس لئے حکومت کے ہر حکم کی اطاعت کرنا اوراس کی پابندی کرنا ہمارا فرض ہے تا کہ ملک میں ہر طرح سے امن قائم رہے۔ہم تو اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں جس نے صلح اور امن کی خاطر کفار کی من مانی شرائط کو مان لیا لیکن کسی قسم کی بدامنی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔گو اس جگہ میں تو جلسہ منعقد نہیں ہو سکے گا لیکن ہوسکتا ہے کہ جماعت کی جو اپنی جگہ ہے وہاں جلسہ منتقل ہو جائے اور وہاں منعقد کیا جائے۔اس لئے جلسہ تو انشاء اللہ تعالیٰ چھوٹے پیمانے پر چلتا رہے گا گو اس میں اتنی وسعت نہیں ہوگی۔باہر سے جو لوگ آچکے ہیں وہ تو بہر حال شامل ہوں گے۔لیکن جو ہمارے خیال میں تھا کہ اس وسیع جگہ پر جلسہ کر کے ہم ایک دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام جماعت کی طرف سے دے سکیں گے،اس میں ان لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو سننے سے محروم رہ جائیں گے۔

پس پہلی بات تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں بنگلہ دیش کے جو لوگ جلسہ کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ اپنے وقت کو، اپنے ہر لمحے کو دعاؤں میں گزاریں اور دنیا کے احمدی بھی ان کے لئے دعائیں کریں۔ہماری دعائیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایک دن رنگ لائیں گی اور یہی اکثریت جو ہے اقلیت میں بدل جائے گی۔لیکن اس اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنا بھی ضروری ہے۔اور وہ ہے دعوت الی اللہ کا کام۔اس کام کو ہم نے ہر حال میں کرتے چلے جانا ہے اور انشاءاللہ کبھی نہیں چھوڑنا۔

پس اس کے لئے مَیں بنگلہ دیش میں خاص طور پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے پروگراموں میں تیزی پیدا کریں۔ایک جامع پروگرام بنائیں اور دعوت الی اللہ کے کام کو ملک میں کونے کونے میں پھیلا دیں۔لیکن اس کام کے اچھے نتائج اسی وقت پیدا ہوں گے جب ہم اس پیغام کو پہنچانے کے ساتھ ساتھ اپنے عملوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے اور جب ہمارے عمل، ہماری تعلیم اور ہمارے پیغام کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں گے۔ورنہ دنیا کہے گی تم مجھے کیا نصیحت کر رہے ہو؟ مجھے کیا تبلیغ کر رہے ہو؟ مجھ سے کیا اسلام کی خوبیاں بیان کر رہے ہو؟ مجھے کیا بتا رہے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور قرآنِ کریم کی پیشگوئی کے مطابق وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کے مطابق مسیح موعود آ گیا ہے؟ تم یہ بتاؤ کہ تم جن باتوں کی طرف توجہ دلا رہے ہو اور فخر سے بتا رہے ہو ان باتوں نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہی احسن بات کہنے والا نہیں بن جاتا بلکہ عملِ صالح کا نمونہ دکھانا بھی ضروری ہے۔نیک اعمال بجا لانے بھی ضروری ہیں۔کیونکہ بات وہی اثر کرتی ہے جس کے کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر رہا ہو۔ایک شخص دوسرے کو سچائی کی کیا تلقین کرے گا جبکہ وہ خود جھوٹ کا سہارا لے رہا ہو۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے تو پہلے ہمیں اپنی عملی حالت درست کرنی ہوگی۔ہر احمدی کو اپنے آپ کو احمدیت کا سفیر سمجھنا ہو گا۔اعمال،اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس کا ہم پرچار کر رہے ہیں۔اور وہ تعلیم آنحضرت ﷺ کی آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم ہے جس کے آنے سے شریعت کامل ہوئی۔قرآنِ کریم میں سینکڑوں حکم ہیں جن کی ایک مومن کو تلقین کی گئی ہے۔اور ہمیں کہا گیا ہے کہ تم ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرو تب تم اعمالِ صالحہ بجا لانے والے کہلا سکو گے۔

ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ جن باتوں کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اس کے عظیم ترین معیار تمہارے سامنے ہیں۔بیشک ہر ایک انسان اپنی اپنی استعداد کے مطابق اعمال بجا لاتا ہے۔اس کے کم معیار بھی ہیں لیکن اُن احکامات پر عمل کرنے اور اُن اعمال کو بجا لانے کے لئے ہر ایک کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ

پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں، اخلاق میں، عبادات میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں''۔ فرمایا: ''پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کرسکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: 287)''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ156)

آنحضرت ﷺ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول بڑا خوبصورت ہے کہ آپ کے اخلاق قرآن کریم کی تعلیم تھے۔ پس جب ہم اپنے عملوں پر غور کریں گے، اپنی کمزوریوں پر غور کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان احکامات پر عمل کرنے کی طاقت بھی مانگیں گے۔ اور یوں ہمارے عمل ترقی پذیر ہوتے چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے گا اور ان میں وسعت پیدا کرتا چلا جائے گا۔ اور جب ہماری یہ حالت ہوگی تو ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کام بھی احسن رنگ میں انجام دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس کام میں برکت بھی ڈالے گا۔ ہمارا دعویٰ صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں رہے گا بلکہ ہم اپنے قول کی عملی تصویر بھی بن رہے ہوں گے۔ اور یہ بات انشاء اللہ تعالیٰ ہماری دعوتِ الی اللہ میں برکت ڈالے گی۔ اللہ تعالیٰ نے نیک کام اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کی طرف بلانے اور اس مقصد کے لئے نیک عمل کے نمونے دکھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ یہ بھی اعلان کرو کہ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہ یقیناً میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب جب نیک عمل بجالائے جائیں گے تو فرمانبرداری کی وجہ سے ہی بجالائے جائیں گے۔ لیکن یہاں ایک بات یاد رکھنی بھی ضروری ہے کہ نیک عمل جتنے بھی اعلیٰ ہوں، اُس وقت تک ان میں برکت نہیں ہوگی اور ہم ان سے برکت حاصل نہیں کرسکیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے کامل فرمانبرداری کا حق ادا نہیں کریں گے۔ اور کامل فرمانبرداری اس وقت ہو گی جب اِس زمانے کے امام کو مان کر، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہم ایک جماعت سے منسلک ہوکر، ایک نظام سے منسلک ہوکر پھر اپنے اعمال بھی بجالائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچائیں گے۔

جب ہم نے آنحضرت ﷺ کا حکم مانتے ہوئے زمانے کے امام اور مسیح موعود کو آپ کا سلام پہنچایا ہے تو پھر مسیح موعود کی کامل فرمانبرداری بھی کرنی ہوگی۔ جب ہم نے آنحضرت ﷺ کے حکم کو مانتے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کا سلام پہنچایا ہے، آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو پھر ہمیں آپ علیہ السلام کی کامل فرمانبرداری بھی کرنی ہوگی۔ صرف دعوت الی اللہ کی انفرادی کوششیں ہی کافی نہیں ہوں گی بلکہ ایک نظام سے منسلک ہوکر مربوط اور مضبوط کوشش کرنی ہوگی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد کے نیک اعمال کا مجموعہ جماعت کی مضبوطی بڑھائے گا۔ اور جب یہ نیک اعمال کامل فرمانبرداری سے ایک ہاتھ کے اشارے پر اٹھتے بیٹھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوں گے تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔ اس زمانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ایمان لانے والوں کے کاموں میں برکت کی نوید انہی لوگوں کو سنائی ہے جو ایک جماعت سے منسلک ہوں گے۔ نام کی جماعتیں تو بہت ساری ہیں لیکن قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والی اور ایک ہاتھ پر بیعت کرنے والی جماعت صرف جماعتِ احمدیہ ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی اس اہمیت کو سمجھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اور یہ بات نظامِ جماعت چلانے والے جو افراد ہیں ان کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کریں گے جس کی اہمیت کے بارے میں مَیں گزشتہ خطبہ میں بھی ذکر کر چکا ہوں تو وہ بھی پوچھے جائیں گے۔ ایسی امانت جس کے اٹھانے سے ہر ایک نے انکار کیا تھا لیکن انسانِ کامل حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اُس امانت کو اٹھالیا اور یہی امانت آخری زمانے میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کے سپرد کی گئی ہے۔ اگر اس کے ماننے والے اس کا حق ادا نہیں کریں گے تو اُن کا بھی مؤاخذہ کیا جائے گا۔ پس ہمارے لئے بڑی فکر انگیز بات ہے۔

اس حوالے سے مَیں نظامِ جماعت اور تمام ذیلی تنظیموں خدام، انصار اور لجنہ کے نظاموں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی امانت کا حق ادا کریں۔ صرف افرادِ جماعت سے کامل اطاعت کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے فرائض بھی احسن طریق پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہماری کوششیں مزید مربوط اور مضبوط ہوں گی اور پورے نظام کو ہم فعّال کرنے والے ہوں گے، ہر طرف سے کوشش ہو رہی ہوگی تو دعوتِ الی اللہ کا کام کئی گنا بڑھ سکتا ہے جس میں بہت زیادہ گنجائش ہے۔ بعض رپورٹس مَیں دیکھتا ہوں تو ان سے پتہ لگتا ہے کہ بنگلہ دیش

میں جس حد تک کام ہوسکتا ہے اُتنا نہیں ہورہا۔ مجھے امید ہے کہ اب تک جو سستیاں ہوچکی ہیں اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ہر موقع جو اللہ تعالیٰ آپ کو مہیا فرماتا ہے، چاہے وہ ہماری ترقی کا موقع ہو یا کسی قسم کی مخالفت کا، اُس سے سبق حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اگر ہماری کوششیں مربوط ہوتیں تو ہوسکتا تھا کہ آج بھی یہی مخالفت جو مخالفین کی طرف سے ہوئی ہے اس میں سے بہت سارے مخالفین اس وقت ہمارے درمیان بیٹھے ہوتے۔

بنگلہ دیشی میرے اندازے کے مطابق بہت زیادہ روشن خیال اور روشن دماغ کے لوگ ہیں اور سوچ اور سمجھ رکھنے والے ہیں۔ حق بات کو اگر سمجھ جائیں تو اس کو قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بنگلہ دیش میں بہت سارے پڑھے لکھے لوگ جو جماعت کے پیغام کو سمجھتے ہیں اور جماعت کی تعلیمات کو سمجھتے ہیں، باوجود اس کے کہ ان کا جماعت سے تعلق نہیں ہے، براہِ راست جماعت میں شامل نہیں ہیں لیکن جماعت کی تعلیمات کی جو خوبصورتی ان تک پہنچتی ہے وہ اس وجہ سے ہمیشہ جماعت کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسی طرح دیہاتوں میں بھی، قصبوں میں بھی جو شرفاء ہیں وہ جماعت کی تعلیمات کو اچھا سمجھتے ہوئے مخالفت کی صورت میں جماعت کا ساتھ دیتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں جماعت کی مخالفت کے حالات بہت ساری دنیا کے بعض ممالک سے بہت کم ہیں اور جماعت کے بہتر حالات ہیں۔ اس لئے اپنے تبلیغ کے نظام کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ دعوتِ الی اللہ کے نظام کو مزید فعّال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ یہی مخالفین جو آج اکثریت میں نظر آرہے ہیں یہ اقلیت میں بدل جائیں۔

یہ دن دعاؤں کے ساتھ گزاریں۔ اپنے ذاتی شکووں اور گلوں کو ختم کریں اور ایک ہی مقصد سامنے ہو کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کا پیغام دنیا تک پہنچانا ہے جو پیار اور محبت کا پیغام ہے، جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے کا پیغام ہے تاکہ ہماری قوم حقیقی رنگ میں اُمّتِ مسلمہ کہلانے والی بن جائے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں جب ہمارے ایمانوں میں مضبوطی ہوگی، جب ہمارے مقاصد نیک ہوں گے، جب ہمارے اندر مستقل مزاجی ہوگی تو پھر خدا تعالیٰ ہمارے کام میں بے انتہا برکت ڈالتا چلا جائے گا۔ اور ہم بھی وہ انقلاب جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقدر انقلاب ہے اس کا حصہ بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسے کے مقاصد میں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے یہ بھی ہے کہ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کی جائے۔ پس اعلیٰ اخلاق دکھاتے ہوئے محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا بھی پیدا کریں۔ اور نہ صرف یہاں جمع ہونے کے دوران بلکہ جب اپنے اپنے گھروں میں جائیں تو وہاں جا کر بھی اس پیار اور محبت کی فضا کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خیریت سے جو جلسے کی باقی کارروائی ہے وہ بھی ختم ہو اور خیر و عافیت سے آپ لوگ اپنے گھروں کو بھی جائیں۔

اب دعا کرلیں۔

مذہبی تعلیم کا ارتقاء

تحریر: ڈاکٹر لطیف احمد قریشی
تلخیص و ترجمہ: خالد محمود

تعارف

چارلس ڈارون کے نظریۂ ارتقاء میں سائنسدانوں اور عوام الناس نے یکساں دلچسپی لی ہے۔ یہ ایک حیران کن حقیقت ہے کہ حیاتیات میں ارتقاء کا ذکر آج سے چودہ سو برس پہلے قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ اس وقت یہ بات ہمارا موضوع نہیں بلکہ زیرِ نظر تحریر میں ہم دینی علوم کے ارتقاء کا جائزہ لیں گے کہ وہ کس طرح ہماری موجودہ چھ ہزار سالہ انسانی تہذیب پر مرحلہ وار اثر انداز ہوئے۔

دینی راہنمائی کی بنیاد الہامِ الٰہی پر ہے اور اس بات کا معیّن ثبوت موجود ہے کہ دنیا کے تمام بڑے ادیان کا آغاز اسی طرح ہوا۔ اگر ہم قدیم مذاہب اور اقوام مثلاً چینی، ہندوستانی، زرتشتی، یہودی، نصرانی یا اسلام کا جائزہ لینا شروع کریں تو یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ ان سب کے درمیان رابطے کی ایک کڑی موجود ہے اور وہ یہ کہ ہر جگہ ایک مصلح یا فرستادہ کا ذکر ملتا ہے جیسے کنفیوشس، کرشن، رام، بدھ، زرتشت، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ۔ خدا کا ہر فرستادہ اپنے ہمراہ ایک تعلیم بھی لاتا ہے خواہ وہ پہلی تعلیم کو آگے بڑھانے والی ہو یا پھر کوئی نئی شریعت ہو۔ ان کے پیغام کی وجہ سے ان کی ایذاء رسانی بھی کی جاتی ہے۔ ابتداء میں بہت کم لوگ اُن پر ایمان لاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد اُن کا پیغام پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ مذاہب کا ابتدائی پیغام اور تعلیم کچھ وقت کے بعد معدوم ہوتی چلی جاتی ہے اور بسا اوقات ان تعلیمات سے انحراف ہونا شروع ہو جاتا ہے جبکہ مصلح کا نام صدیوں تک قائم رہتا ہے اور بھلایا نہیں جاتا بلکہ بعض صورتوں میں ان کے ساتھ الوہیت کی خصوصیات وابستہ کر دی جاتی ہیں اور اُن کی پرستش کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح، کرشن، رام اور بدھ کی مثالیں جانی پہچانی ہیں۔

جب کبھی ایسی غلطی ہوتی ہے تب خدا ایک دوسرے پیغمبر کو بھیج دیتا ہے تا کہ اس غلطی کی اصلاح ہو جائے اور لوگ صراطِ مستقیم پر آ جائیں۔ ایسے موقع پر دینی تعلیمات بتدریج بہتر اور عمدہ تر ہوتی رہتی ہیں تا کہ انسانی سمجھ اور ذہن کی راہنمائی کا فریضہ ادا ہوتا رہے۔ پس الٰہی پیغام لانے والے پیغمبر کی آمد کے ساتھ ایک نئے دَور کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ ابتداء میں اس کی لائی گئی تعلیمات کی وجہ سے اُس کی ایذا رسانی کی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نبی کی لائی ہوئی تعلیم اور پیغام معدوم ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور بعض مواقع پر اس سے بے پناہ انحراف شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر خدا تعالیٰ ایک اور پیغمبر کو بھیج دیتا ہے تا کہ اُس کے درست کام کی تجدید ہو سکے اور غلطیوں کی اصلاح ہو جائے۔ یوں یہ سفر نئے سرے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں دینی تعلیمات کے ارتقاء کو مختصر طور پر بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سب سے پہلے حضرت آدمؑ

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کے جس نبی کا ذکر سب سے پہلے آتا ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اے انسان! تُو اس وقت کو یاد کر، جب تیرے ربّ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ (اس پر) انہوں نے کہا کہ کیا تو اس میں (ایسے شخص بھی) پیدا کرے گا جو اس میں فساد کریں گے اور خون بہائیں گے اور ہم (تو وہ ہیں جو تیری حمد کے ساتھ ساتھ) تیری تسبیح (بھی) کرتے ہیں اور تجھ میں سب بڑائیوں کے پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں۔ (اس پر اللہ نے) فرمایا: میں یقیناً وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔ (سورۃ البقرہ نمبر 2، آیت نمبر 31)

مزید فرمایا:

"اور ہم نے تمہیں (پہلے مبہم شکل میں) پیدا کیا تھا۔ جس کے بعد تم کو (تمہارے مناسبِ حال) صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت کرو، اس پر فرشتوں نے تو (آدم کی) اطاعت کی مگر ابلیس (نے نہ کی) وہ اطاعت گذاروں میں سے نہیں بنا"۔ (سورۃ الاعراف 12)

لفظ آدم کے عربی میں بنیادی طور پر دو معنی ہیں یعنی سطح زمین اور گندمی رنگ۔ اور اس سے ہم آدم کے ماخذ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غاروں کے باسی انسان نے جب غاروں سے نکل کر زمینی علاقوں میں رہنا شروع کیا تو اس کے رنگ میں سورج تلے رہنے کی وجہ سے گندمی پن پیدا ہو گیا، تو یہ حضرت انسان کی پہلی پیڑھی تھی اور حضرت آدم علیہ السلام اس نسل کے روحانی امام تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو الٰہی تعلیم، الہام کے ذریعہ ودیعت ہوئی تھی جیسا کہ سورۃ البقرہ میں مذکور ہے:

"اور (اللہ نے) آدم کو سب نام سکھائے پھر (جن کے وہ نام تھے) اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ اگر تم درست بات کہہ رہے ہو تو تم مجھے ان کے نام بتاؤ"۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 32)

اس خدائی الہام کے مطابق دو طرح کے لوگ پیدا ہوئے۔ ایک تو ایسے لوگ جنہوں نے حضرت آدمؑ کی دی گئی تعلیم کو تسلیم کیا اور اُن کی مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ دوسرے ایسے افراد جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی مخالفت کی اور اپنا اصل طرزِ زندگی جاری رکھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

"(یاد کر) جبکہ تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں گیلی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ جب میں اُسے مکمل کر لوں اور اُس میں اپنا کلام ڈال دوں، تو تم لوگ فرمانبرداری کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاؤ۔ پس سب کے سب ملائکہ نے اس کی فرمانبرداری اختیار کر لی۔ سوائے ابلیس کے جس نے تکبر کیا اور وہ پہلے سے ہی کافر تھا۔ (اللہ نے) فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس بات سے روکا کہ جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا اس کی فرمانبرداری کرتا، کیا تُو نے

اپنے آپ کو بڑا سمجھا یا تُو واقعہ میں میرے حکم سے بالا ہے۔ (شیطان نے) کہا کہ مَیں کم سے کم اس شخص (یعنی آدم) سے اچھا ہوں، تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے''۔(صٓ 77-72:38)

ان آیات قرآنی میں خدا تعالیٰ کی مختلف مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جو مٹی سے بنائے گئے ہیں اور کچھ کی تخلیق آگ سے ہوئی۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں الفاظ مٹی اور آگ دراصل علامتی طور پر استعمال کئے گئے ہیں اور دو مختلف قسم کی طبائع کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مٹی سے مراد اطاعت، انکساری اور خدائی احکامات کے سامنے فنا ہو جانے کی خصوصیات ہیں۔ یہ خصوصیات نسل انسانی کے پہلے نبی کو بھی عطا کی گئی تھیں۔ اس کے برعکس آگ سے مراد تکبر، سخت مزاجی اور بغاوت کا ایسا رویہ ہے جو نئی دینی تعلیم اور طرز زندگی کے خلاف تھا۔ موجودہ دَور کے ابتدائی زمانہ کے انسان جو آج سے لگ بھگ چھ ہزار سال پہلے ہوئے اُن کے ہاں مذہب کا فہم انتہائی سادہ تھا اور اُنہیں بالکل ابتدائی اور سادہ زندگی اختیار کرنے کا کہا گیا تھا۔ قرآن پاک سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اُن کا دین مندرجہ ذیل اصولوں پر استوار کیا گیا تھا۔

1۔ الہام الٰہی اور ہستی باری تعالیٰ پر ایمان
2۔ زمین پر جماعتوں کی صورت میں اکٹھے رہنا
3۔ ستر ڈھانپنا اور بغیر لباس کے نہ گھومنا۔ (سورۃ طٰہٰ نمبر 20:122)
4۔ امن کے ساتھ اپنی جماعتوں میں رہنا۔
5۔ اجتماعی اور انفرادی ضروریات میں باہمی تعاون کرنا۔
6۔ کھانا پینا، لباس اور رہائش کے امور میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ (سورۃ طٰہٰ 20:119-121)
7۔ اپنے مذہبی امام کی اطاعت کرنا۔
8۔ قتل اور اس قسم کے کچھ جرائم کو قابل تعزیر سمجھنا۔ (المائدہ: 28 تا 31)
9۔ باہمی طور پر ازدواجی تعلقات کو باقاعدہ حیثیت دینا (سورۃ الاعراف: 20)
10۔ اس مذکورہ طرز زندگی کو مسترد کرنے والوں سے میل جل میں اعراض کرنا۔ (سورۃ الاعراف: 20)

ان اصولوں پر مبنی یہ سادہ اور انتہائی پُرامن تہذیب کافی عرصہ چلتی رہی اور انسان کی چار بنیادی ضروریات اجتماعی طور پر اطمینان کن طریق پر پوری ہوتی رہیں۔

تاہم ایک موقعہ پر آ کر مذکورہ بالا دونوں قسم کے افراد باہم خلط ملط ہو گئے۔ یعنی وہ جو پُرامن طریق پر رہ رہے تھے اور وہ جو اس طرز حیات کو مسترد کرتے تھے آپس میں گھل مل گئے۔ اس کے نتیجہ میں بدامنی اور باہمی چپقلش پیدا ہوئی اور یہ پُرامن طرز زندگی اور معاشرہ تباہ ہو گیا۔ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت اس کی طرف توجہ دلاتی ہے:

''اور (اس کے بعد یوں ہوا کہ) شیطان نے اس (حالت) سے جس میں وہ تھے نکال دیا اور ہم نے (انہیں) کہا (کہ یہاں سے) نکل جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور (یاد رکھو کہ) تمہارے لئے ایک (مقررہ) وقت تک اسی زمین میں جائے رہائش اور سامان معیشت (مقدر) ہے''۔ (سورۃ البقرہ 2:37)

اس آیت میں شیطان کا لفظ ایسے شرارتی اور باغی عناصر کی جانب اشارہ کرتا ہے جو کہ اُس ابتدائی پُرامن معاشرہ میں آ گئے تھے۔ اس کوتاہی کی تلافی کے لئے حضرت آدم اور اُن کی جماعت نے استغفار کا طریق اپنایا اور دعاؤں کا سہارا لیا۔

قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے بعد اُس جماعت نے غاروں سے نکل کر زمین پر رہنا شروع کر دیا۔ اُن کی آئندہ رہنمائی کا بنیادی اصول یہ تھا کہ انہیں الہام الٰہی کے ذریعہ راہنمائی ملتی رہے گی۔ وہ لوگ جو اس اصول کو ملحوظ خاطر رکھیں گے انہیں مستقبل میں ہونے والے واقعات پر کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی ماضی کی کوتاہیوں پر سزا ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''(تب) ہم نے کہا (جاؤ) سب کے سب اس میں سے نکل جاؤ (اور یاد رکھو کہ) اگر پھر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (سابق کوتاہی پر) غمگین ہوں گے''۔ (سورۃ البقرہ: 2:39)

حضرت نوح علیہ السلام

اپنے وعدہ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام شرعی نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اپنے احکامات اپنے اس نبی کے ذریعے بھجوائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت کا ذکر قرآن پاک میں کئی جگہ ہے لیکن یہ آیات کافی وضاحت سے ان کے بارے میں ہمیں بتاتی ہیں:

''ہم ضرور نوح کو رسول بنا کر اس کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں پھر (جب وہ ان کے پاس آیا تو) اس نے کہا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر بڑے دن کے عذاب کے نازل ہونے سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہا اے نوح! ہم تجھ کو کھلی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں۔ (تب) اس (یعنی نوح) نے کہا، اے میری قوم! مجھ میں تو کوئی گمراہی (کی بات) نہیں پائی جاتی، بلکہ میں تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے رسول (ہو کر آیا) ہوں۔ (اور) تمہیں اپنے ربّ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کے دیئے ہوئے علم سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے تمہی میں سے ایک آدمی پر ایک نصیحت سے پُر کلام نازل ہوا ہے تا کہ وہ تم کو ہوشیار کرے اور تا کہ تم متقی بن جاؤ اور اس کے نتیجہ میں تم پر رحم کیا جائے۔ مگر پھر (بھی) انہوں نے اس کا انکار کیا۔ پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی کے ذریعہ نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا غرق کر دیا۔ وہ ایک اندھی قوم تھے''۔ (سورۃ الاعراف 7:60-65)

ان آیات سے عیاں ہے کہ ان دنوں بت پرستی اور مظاہر کی عبادت عام تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے وحی الٰہی سے متصف ہو کر اپنی قوم کی راہنمائی شروع کی، انہوں نے واحد خدا کی عبادت کی تلقین کی اور بت پرستی کو ممنوعہ قرار دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیگر خیراتی کاموں اور احسن اعمال کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی۔ لوگوں کی اکثریت بالخصوص خواص نے اس خدائی پیغام کو مسترد کر دیا۔ نتیجۃً وہ غرقاب کئے گئے۔ جبکہ اُن پر ایمان لانے والے ایک ایسی کشتی میں بچ نکلے جو خدائی منشاء اور ہدایت کے تحت بنائی گئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد اور

ایمان لانے والے اس سیلابِ عظیم سے بچ نکلے اور بعد ازاں پھلے پھولے۔
حضرت نوح علیہ السلام ایک شرعی نبی تھے اور آپ کی شریعت ساڑھے نو سو سال تک چلتی رہی۔ (سورۃ العنکبوت 29:15)
اُن کے بعد دیگر نبی بھی آئے جو اس لائی گئی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے رہے۔ قرآن پاک میں یوں آیا ہے:
''اور ہمیں (رسولوں میں سے) نوح نے بھی پکارا تھا اور ہم بڑا اچھا جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے اس کو بھی اور اس کے اہل کو بھی بڑی گھبراہٹ سے نجات دی تھی۔ اور صرف اس کی اولاد کو ہی دنیا میں باقی رکھا تھا۔ اور اس کے بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا ذکرِ خیر قائم رکھا تھا۔ تمام قوموں کی طرف سے نوح پر سلامتی کی دُعا ہو رہی ہے۔ ہم محسنوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اور دوسرے لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا تھا۔ اور اسی کی جماعت میں سے ابراہیم بھی تھا۔ جب وہ اپنے ربّ کے حضور میں ایک ایسا دل لے کر آیا تھا جو (ہر قسم کے کفر وشرک سے) پاک تھا''۔ (سورۃ الصفات 37:76-85)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دَور شروع ہوتا ہے۔ ان کے دور میں ایک مرتبہ پھر خدا کی زمین پر بت پرستی رواج پا گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیغمبر کو مبعوث کیا تا کہ وہ لوگوں کو بتا سکے کہ بتوں کو پوجنا غلط ہے اور صرف خدائے واحد عبادت کے لائق ہے۔
''کیا جھوٹ کی؟ یعنی اللہ کے سوا اَور معبودوں کو چاہتے ہو۔ پس بتاؤ، تمہارا ربّ العالمین کی نسبت کیا خیال ہے؟''۔ (سورۃ الصفات 37:87-88)
جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اس موقع پر بھی اُن کے پیغام کو نہ صرف قبول نہ کیا گیا بلکہ لوگوں نے ان کی ایذاء رسانی کرنا شروع کر دی حتیٰ کہ انہیں آگ میں ڈال دیا گیا۔ یہ آگ حضرت ابراہیم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی۔ آپ اور آپ کی اولاد بدستور پھلتے پھولتے رہے۔ آپ کی اولاد میں حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں بیٹے بھی اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو الٰہی حکم کے تحت مکہ کی بیابان وادی میں چھوڑ دیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہاں لمبا عرصہ قیام کیا، تبلیغ کی اور اپنا کنبہ بسایا نیز اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد سے کعبہ کے قدیم معبد کی تعمیر نو کی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے لوگ مکہ کی وادی بیت اللہ کے گرد آباد تھے۔ انہیں بنو اسماعیل کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ ابراہیم میں آتا ہے:
''اور (اے مخاطب) اس وقت کو یاد کر، جب ابراہیم نے (دعا کرتے ہوئے) کہا تھا (کہ) اے میرے ربّ! اس شہر (یعنی مکہ) کو امن والی (جگہ) بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دُور رکھ کہ ہم معبودانِ باطلہ کی پرستش کریں۔ اے میرے ربّ! انہوں نے یقیناً بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی وہ (تو) مجھ سے (تعلق رکھتا) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے متعلق بھی میری یہی عرض ہے کہ اس کو بخش دینا کیونکہ) تو یقیناً بڑا ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے ربّ! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے معزز گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے۔ اے میرے ربّ! (میں نے ایسا اس لئے کیا ہے) تا وہ عمدگی سے نماز ادا کریں۔ پس تُو لوگوں کے دل اُن کی طرف جھکا دے اور انہیں مختلف پھلوں سے رزق دیتا رہ تا کہ وہ (ہمیشہ تیرا) شکر کرتے رہیں۔ اے ہمارے ربّ! جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں تو یقیناً سب کچھ ہی جانتا ہے اور اللہ سے کوئی چیز نہ زمین میں چھپی رہ سکتی ہے اور نہ آسمان میں۔ ہر (قسم کی) تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے۔ جس نے (میرے) بڑھاپے کے باوجود مجھے (دو بیٹے) اسمٰعیل اور اسحاق عطا کئے ہیں۔ میرا ربّ (بہت ہی) دعائیں سننے والا ہے''۔ (سورۃ ابراہیم 14:36-40)
حضرت ابراہیم کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اُن کے ہمراہ رہے تھے۔ حضرت اسحاق کی اولاد میں حضرت یعقوب علیہ السلام بھی شامل ہیں جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی خوب صاحبِ اولاد ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی ان کے بیٹے ہیں۔ حضرت یعقوب کی اولاد میں بھی بہت سے نیک بزرگ گزرے ہیں جن میں سے بعض کو نبوت انعام ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سلسلے کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔
''اور ہم نے اس کو (یعنی ابراہیم کو) اسحٰق اور یعقوب دیئے تھے، ہم نے (ان) سب کو ہدایت دی تھی اور (اس سے) پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی تھی اور اس (یعنی ابراہیم) کی اولاد میں سے داوٗد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (بھی) اور اسی طرح ہم اچھی طرح کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی (ہدایت دی تھی) (یہ) سب کے سب نیکوں میں سے تھے۔ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو (بھی ہدایت دی تھی) اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔ اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو (بھی) ہم نے ہدایت دی تھی) اور ہم نے انہیں چُن لیا تھا اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کی تھی''۔ (سورۃ الانعام 6:85-88)
بنی اسرائیل کے کچھ لوگ مصر کی جانب بھی ہجرت کر گئے اور فرعون بادشاہوں نے اس قوم کے ایک حصہ کو غلام بنالیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

فرعون بادشاہوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں سے نہایت برا سلوک کیا۔ قرآن پاک میں اس دکھ بھری کہانی کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر کس طرح مظالم کئے گئے:
فرعون کا سب سے بڑا ظلم کہ بیٹوں کو مار دیا جاتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا۔ پھر انہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کو معمولی قیمت میں بیچ ڈالا۔ اور بچھڑے کو معبود بنالیا۔ اور اپنی نفسانی خواہشات میں پڑ گئے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی ضد لگا بیٹھے۔ پھر اُنہی لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ اُس بات کو بدل ڈالا جو اُن کو کہی گئی اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے لگے۔ اور جب حضرت موسیٰ نے سونٹا پھینکا اور وہ جھوٹ کو نگلنے لگا تو فرعون نے کہا کہ میں تم سب کو اکٹھا سولی چڑھا دوں گا اور تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ خدائی عذاب ٹڈی دل جوئیں اور

مینڈک اور طوفان ان پر آیا مگر پھر بھی انہوں نے استکبار کیا اور ظلم کی انتہاء کرتے ہوئے زیورات سے ایک ایسے بچھڑے کو معبود بنالیا جو بے جان تھا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکروں نے بغاوت اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور اُن کو غرقابی نے آلیا۔ اور اسی طرح نمرود فرعون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا۔ اور ان کو اتنا مجبور کیا کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ دیں۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے اور نیا طرز زندگی دینے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک فرستادہ صاحبِ شریعت نبی تھے۔ آپ خدا تعالیٰ سے بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے ایک نیا طرز زندگی، قانون اور شریعت لے کر آئے تھے۔ خروج میں مذکور ہے:

''تب خدا نے یہ ساری باتیں کہیں۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ میں تمہیں ملک مصر سے لایا ہوں جہاں تم غلام تھے۔ تمہیں میرے علاوہ کسی دوسرے خداوند کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ تمہیں کوئی بھی مورتی نہیں بنانی چاہیے۔ کسی بھی اس چیز کی تصویر یا بت مت بناؤ جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین میں ہو یا پانی کے نیچے ہو۔ بتوں کی پرستش یا کسی قسم کی خدمت نہ کر، کیوں؟ کیونکہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ میرے لوگ جو دوسرے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ اگر کوئی آدمی میرے خلاف گناہ کرتا ہے تو میں اس کا دشمن ہو جاتا ہوں۔ میں اس آدمی کی اولادوں کو تیسری اور چوتھی نسل تک سزا دوں گا۔ لیکن میں ان آدمیوں پر بہت مہربان رہوں گا جو مجھ سے محبت کریں گے اور میرے احکامات کو مانیں گے۔ میں ان کے خاندانوں کے ساتھ اور ان کی ہزاروں نسل تک مہربان رہوں گا۔ تمہارے خداوند خدا کے نام کا استعمال تمہیں غلط طریقہ سے نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی آدمی خداوند کے نام کا استعمال غلط طریقہ پر کرتا ہے تو وہ قصوروار ہے اور خداوند اسے کبھی بے گناہ نہیں مانے گا۔ سبت کے ایک خاص دن کے طور پر منانے کا خیال رکھنا''۔ (خروج باب 20۔ 1تا8)

☆ اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو۔ یہ اس لئے کرو کہ تمہارے خداوند خدا جس زمین کو تمہیں دے رہا ہے اس میں تم ساری زندگی گذار سکو۔

☆ تمہیں کسی آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔

☆ تمہیں بدکاری کے گناہ نہیں کرنا چاہئے۔

☆ تمہیں چوری نہیں کرنی چاہیے۔

☆ تمہیں اپنے پڑوسیوں کے خلاف جھوٹی گواہی نہیں دینی چاہیے۔

☆ دوسرے لوگوں کی چیزوں کو لینے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔ تمہیں اپنے پڑوسی کا گھر، اس کی بیوی، اس کے خادم اور خادمائیں، اس کی گائیں، اُس کے گدھوں کو لینے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔ تمہیں کسی کی بھی چیز کو لینے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے''۔ (خروج باب 20۔ 12تا17)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا ذکر قرآن کریم میں کئی جگہ ہے۔ جیسے فرمایا:

''یقیناً ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیۃً ''اللہ'' کا) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء بھی اس وجہ سے کہ ان کو اللہ کی کتاب کی حفاظت کا کام سونپا گیا تھا۔ (فیصلہ کرتے تھے) اور اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ہیں جو کافر ہیں''۔

(سورۃ المائدہ 5:45)

یہ دینی تعلیم گزشتہ انبیاء کی تعلیمات کی نسبت بہت زیادہ تفصیلی اور باریکی سے بیان کی گئی تھی۔ بنیادی طور پر خدائے واحد کی عبادت اس کا مرکزی نکتہ تھا۔ سبت کے دن کو اس مقصد کے لئے خاص طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ بت پرستی کی ہر قسم کی مکمل ممانعت کی گئی۔ افراد بالخصوص والدین اور ہمسایہ کے حقوق تسلیم کئے گئے۔ جرائم از قسم زنا چوری اور جھوٹی گواہی دینے کو مکمل ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ تاہم یہ تعلیم بھی آفاقی نہ تھی بلکہ اُس وقت کے مطابق صرف بنی اسرائیل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تھی۔

نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ مذہبی تعلیمات کو مزید بہتر بنانے کے لئے آئندہ بھی خدا کے نبی آئیں گے۔ اس دوران کاذب نبی بھی آئیں گے لیکن وہ پھل پھول نہ سکیں گے۔ بائبل کی مندرجہ ذیل آیت قابل توجہ ہے:

''خداوند تمہارا خدا تمہارے پاس اپنا نبی بھیجے گا۔ یہ نبی تمہارے اپنے لوگوں میں سے ہو گا وہ میری طرح ہی ہو گا تمہیں اس نبی کی بات ماننی چاہئے''۔

(استثناء 18:15)

بائبل کی یہ آیت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب اشارہ کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اُن کی نبوت کے بارہ میں مزید تفصیل سے پہلے بائبل کا یہ اقتباس قابل غور ہے:

''میں تمہاری طرح کا ایک نبی اُن کے لئے پاس بھیج دوں گا وہ نبی اُنہی لوگوں میں کوئی ایک ہوگا۔ میں اُسے وہ سب بتاؤں گا جو اُسے کہنا ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی کہے گا جو میرا حکم ہوگا۔ یہ نبی میرے نام پر بولے گا اور جب وہ کچھ کہے گا تب اگر کوئی شخص میرے احکام کو سننے سے انکار کرے گا تو میں اس شخص کو سزا دوں گا''۔ (استثناء 19-18:18)

ان آیات کا روئے سخن حضرت محمد ﷺ کی جانب ہے جو کہ حضرت موسیٰ کی مانند ایک صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ اُن کے جدِ امجد کا تعلق حضرت اسماعیلؑ سے تھا جو کہ بنی اسرائیل کے عم زاد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نئی کتاب لے کر آئے جو قرآن کریم ہے۔ بائبل کی ان آیات میں اس کا وضاحت سے ذکر ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے یعنی بائبل میں کہا گیا کہ میں اپنے الفاظ اس کے منہ میں ڈالوں گا اور اس کتاب کے ہر باب کے آغاز میں خدا کا نام لکھا ہے کہ خدا کے نام کے ساتھ جو رحمان اور رحیم ہے۔ یعنی بائبل میں لکھا ہے کہ میرے الفاظ وہ میرے نام سے ادا کرے گا۔ آپ کی نبوت کے بیان سے پہلے بائبل کا یہ اقتباس بھی قابل غور ہے جس میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے بارہ میں ہے۔

''اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُس کو حکم نہیں دیا یا اَور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے''۔ (استثناء 18:20)

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لیے ایک نہایت اعلیٰ شریعت لے کر آئے تھے جس کا مقصد انہیں اس وقت اور آئندہ قومی زندگی میں پیش آمدہ مسائل میں راہ نمائی فراہم کرنا تھا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال کے بعد، ایک مرتبہ پھر بنی اسرائیل شدید روحانی ابتلاء کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے خدائی احکامات کی پیروی کو ترک کر دیا، وہ شرک اور مکاری میں بہت بڑھ گئے تھے۔ بائبل میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے:

''ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اُس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اُسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا۔ اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔ اور باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اُس نے اَور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے اِن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آخر اُس نے اپنے بیٹے کو اُن کا پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کرلیں۔ اور اُسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو اُن باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟''۔ (متی 21:33-38)

اس معروف حکایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی بعثت کے زمانے میں بنی اسرائیل کی روحانی اور دینی پستی کا نقشہ پیش کیا ہے۔ دینی پستی کے ساتھ ساتھ انہوں نے معجزات کا مطالبہ شروع کر دیا۔

''تب چند فریسی اور معلمینِ شریعت نے یسوع سے کہا اے ہمارے استاد تو نے جن باتوں کو کہا ہے ان کو ثابت کرنے کے لئے ایک معجزہ پیش کر۔ یسوع نے کہا بُرے اور گناہ گار لوگ معجزہ کو دیکھنے کی آرزو کرتے ہیں لیکن ان کے لئے کوئی معجزہ دکھایا نہ جائے گا۔ سوائے جو نبی یوحنا پر ظاہر کیا گیا تھا''۔ (متی 39-12:38)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خدا تعالیٰ کے ایسے نبی تھے جو حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ وہ بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے، ان کا پیغام آفاقی نہ تھا۔ جیسا کہ متی کے اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

''یسوع نے کہا کہ میں خدا کی طرف سے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا''۔ (متی 15:24)

''تب یسوع نے جواب دیا کہ بچوں کے کھانے کی روٹی کو نکال کر اُس کو کتوں کے سامنے ڈال دینا اچھا نہیں۔ (متی 15:26)

مسیح نے اپنے حواریوں کو مندرجہ ذیل ہدایات دیں:

''یسوع نے ان بارہ رسولوں کو چند احکامات دے کر اور بادشاہت سے متعلق لوگوں کو معلومات فراہم کرنے کے لیے بھیج دیا اور یسوع نے ان سے جو کہا وہ یہ کہ غیر یہودیوں کے پاس اور ان شہروں میں جہاں سامری رہتے ہوں نہ جانا۔ بلکہ اسرائیل کے پاس جاؤ جو کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرح ہیں۔ اور ان کو منادی کرو کہ جنت کی بادشاہت قریب آ رہی ہے۔ (متی 7تا10:5)

ان کا پیغام تھا کہ وہ شریعت موسوی کی تکمیل کے لیے آئے ہیں نہ کہ اس میں کسی ردوبدل کے لئے اور مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

''مجھے تم سے اور بہت کچھ کہنا ہے مگر ان سب باتوں کو تم برداشت نہ کرسکو گے۔ لیکن جب روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔ روح حق اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ وہ وہی کہے گا جو وہ سنتا ہے وہ تمہیں وہی کچھ کہے گا جو کچھ ہونے والا ہے''۔ (یوحنا16:13-12)

یہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ تکمیل شریعت اور نوع انسانی کو مزید راہنمائی دینے کے لئے ایک نیا نبی آئے گا جو کہ مطلق سچائی ہوگا جسے کہ عربی میں صدیق کہا جاتا ہے۔ اس کی خصوصیات کے ضمن میں بتایا گیا کہ وہ از خود کوئی بات نہیں کرے گا بلکہ وہی بات کہے گا جو اسے سکھائی جائے گی۔ یہ وہی خصوصیات ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

''خداوند تمہارا خدا تمہارے پاس اپنا نبی بھیجے گا یہ نبی تمہارے اپنے لوگوں میں سے ہوگا وہ میری طرح ہی ہوگا تمھیں اس نبی کی بات ماننی چاہئے''۔ (استثناء 18:15)

حضرت محمد ﷺ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی تلاش میں نکلنے کے فوراً بعد اُن کی امت کے عقائد میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ اُن کے ہاں خدا تعالیٰ کی واحدنیت کی بجائے تثلیث کا خیال رواج پانے لگا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو بشر جاننے کی بجائے اُن کی پرستش کی جانے لگی گویا وہ خدا ہوں، خدا تعالیٰ کو رحیم وکریم اور معاف کرنے کی اہلیت رکھنے والے کی بجائے ایسا کمزور بنا کر پیش کیا جانے لگا کہ جیسے وہ گناہوں سے معافی عطا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت آدم کے ابتدائی گناہ کے بارے میں یہ کہا جانے لگا کہ یہ گناہ تمام نوع انسانی کو ورثہ میں عطا ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ صلیب دیئے جانے پر موت سے بچ نکلے تھے، اُن کے بارے میں یہ خیال کیا جانے لگا کہ وہ صلیب پر مارے گئے ہیں۔ اسی طرح اگرچہ صرف تین دن کے لئے، انہیں ایک لعنتی موت پانے والا شخص سمجھا جانے لگا۔

نوع انسانی کو پیدائشی طور پر گناہ ورثہ میں عطا ہونے اور اس سے نجات کے عقیدہ کو رواج دینے کے لئے اوپر مذکورہ اس قسم کی بھیانک اور طاغوتی تعلیم کو رواج دیا گیا۔ سبت کے دن کو اتوار میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز لحم خنزیر جس کے کھانے کی مکمل ممانعت کی گئی تھی۔ اس کا آزادانہ استعمال شروع کر دیا گیا۔ ہم نے یہاں عیسائیت میں در آنے والی بدعات اور غلطیوں میں سے صرف چند ایک کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ اس موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال کے بعد، حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے موعود شرعی نبی سے مماثلت رکھنے والے ایک اور نبی کا ظہور ہوا۔ آپ سرزمین عرب میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمد بن عبداللہ تھا۔ آپ کے بارے میں خدا تعالیٰ کے سچے نبی پہلے سے پیشگوئیاں کر چکے تھے۔

آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذرّیت میں سے تھے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ عرب کے شہر مکہ میں، خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے اولین تعمیر کردہ گھر بیت اللہ کے قریب رہتے تھے۔ خدائے

ذوالجلال نے 23 سال کی مدت میں آپؐ پر قرآن پاک نازل فرمایا۔
آپؐ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

O آپ خدا تعالیٰ کے مبعوث کردہ پیغمبر ہیں۔

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اس (اللہ) کی جو بادشاہ بھی ہے اور پاک (بھی ہے اور سب خوبیوں کا جامع) ہے اور غالب (اور) حکمت والا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود اَن پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور اُن کو پاک کرتا ہے، اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے''۔ (سورۃ الجمعہ آیت 3-2)

O آپؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ایک صاحب شریعت نبی ہیں۔

''اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا''۔ (سورۃ المزمل آیت 16)

نئے اور پرانے عہد نامہ میں آپ کی آمد کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

''وہ (لوگ) جو ہمارے اِس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں اُن کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور سب پاک چیزیں اُن پر حلال کرتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور سب پاک چیزیں اُن پر حلال کرتا ہے اور سب بُری چیزیں ان پر حرام کرتا ہے اور اُن کے بوجھ (جو اُن پر لادے ہوئے تھے) اور طوق جو اُن کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے۔ وہ اُن سے دُور کرتا ہے پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اُس نور کے پیچھے چل پڑے جو اس کے ساتھ اتارا گیا تھا وہی لوگ بامراد ہوں گے''۔ (سورۃ الاعراف آیت 158)

O آپ خاتم النبیین ہیں یعنی نبیوں میں سب سے زیادہ عظیم المرتبہ:

''نہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے''۔ (سورۃ الاحزاب آیت 41)

O آپ کی لائی گئی شریعت کامل ہے اور اس دین کا نام اسلام ہے۔

''تم پر مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا گیا ہو اور گلا گھٹنے سے مرا ہوا یا کسی کُند آلے کی چوٹ سے مرا ہوا۔ اور بلندی سے گر کر مرا ہوا اور سینگ لگنے سے مرا ہوا (جانور) اور جسے (کسی) درندہ نے کھا لیا ہو۔ سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا ہو۔ اور جس (جانور) کو کسی بُت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو۔ حرام کیا گیا ہے اور تیروں کے ذریعہ سے حصہ معلوم کرنا (بھی) ایسا کام کرنا نافرمانی میں داخل) ہے جو لوگ کافر ہیں وہ آج تمہارے دین (کو نقصان پہنچانے سے) ناامید ہو گئے ہیں۔ اس لئے تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے (فائدہ کے) لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے لیکن جو شخص بھوک کی حالت میں مجبور ہو جائے اور وہ گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو اور حرام چیزوں میں سے کچھ کھا لے) تو (یاد رکھو کہ) اللہ یقیناً (مجبوری کی غلطیوں کو) بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے''۔ (سورۃ المائدہ آیت 4،41)

''تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لاتے تو اُن کے لئے بہتر ہوتا۔ اُن میں سے بعض مومن بھی ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں''۔ (سورۃ آل عمران آیت 111)

''اللہ کے نزدیک اصل دین یقیناً کامل فرمانبرداری ہے اور صرف انہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آچکا تھا آپس کے فساد کی وجہ سے اختلاف کیا اور جو اللہ کے نشانات کا انکار کرے (وہ یاد رکھے کہ) اللہ یقیناً جلد حساب کرنے والا ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیت 20)

O دنیا کے دیگر حصوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے سچے نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں:

''ہم نے تجھے ایک قائم رہنے والی صداقت کے ساتھ ایک خوشخبری دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو''۔ (سورۃ فاطر آیت 25)

''اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں (کہ) اس (شخص) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اتارا گیا (حالانکہ) تُو صرف آگاہ (اور ہوشیار) کرنے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے (خدا کی طرف سے) ایک راہنما (بھیجا جا چکا) ہے''۔ (سورۃ الرعد آیت 8)

''اور ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں ہی (وحی دے کر) بھیجا ہے تا کہ وہ انہیں (ہماری باتیں) کھول کر بتائے۔ پھر (اس تدبیر کے بعد) اللہ جسے (ہلاک کرنا) چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے اور جسے (کامیاب کرنا) چاہتا ہے اُسے منزلِ مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے''۔ (سورۃ ابراہیم آیت 5)

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کی عزت اور تکریم فرض ہے۔

''جو کچھ بھی اس رسول پر اس کے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اس پر وہ (خود بھی) ایمان رکھتا ہے اور (دوسرے) مومن بھی (ایمان رکھتے ہیں) یہ سب (کے سب) اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے ایک (دوسرے) کے درمیان (کوئی) فرق نہیں کرتے اور یہ (بھی) کہتے ہیں کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سُن لیا ہے اور ہم اس کے (دل سے) فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ (یہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ) اے ہمارے ربّ! ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹنا ہے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت 286)

O مذہبی راہنماؤں کو خدا تعالیٰ کا شریک بنا لینے کے مروّج عقائد باطل ہیں:

''(تو) کیا (یہ سب کچھ دیکھ کر) پھر (بھی) وہ لوگ جنہوں نے کفر (کا طریق) اختیار کیا ہے۔ (یہ) سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بنا سکیں گے۔ ہم نے کافروں کے انعام (یعنی بدلہ) کے طور پر جہنم کو تیار کر رکھا ہے''۔ (سورۃ الکھف آیت 103)

O بالآخر اسلام دنیا کے تمام مذاہب پر غلبہ پائے گا۔
''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ (باقی) تمام دینوں پر اسے غالب کر دے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے''۔ (سورۃ التوبہ آیت33)

''وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں''۔ (سورۃ الصف آیت10)

O دین میں کوئی جبر نہیں اور بالآخر بیّن دلائل کی ہی فتح ہوگی۔
''دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں (کیونکہ) ہدایت اور گمراہی کا (باہمی) فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ پس (سمجھ لو کہ) جو شخص (اپنی مرضی سے) نیکی سے روکنے والے (کی بات ماننے) سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے تو اس نے (ایک) نہایت مضبوط قابلِ اعتماد چیز کو جو (کبھی) ٹوٹنے کی نہیں مضبوطی سے پکڑ لیا اور اللہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ وہ اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست نیکی سے روکنے والے (لوگ) ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہیں گے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت 258-257)

O محمد ﷺ کا پیغام آفاقی ہے اور آنے والے تمام زمانوں کے لئے ہے۔
''وہ (لوگ) جو ہمارے اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں اُن کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور سب پاک چیزیں اُن پر حلال کرتا ہے اور سب بُری چیزیں ان پر حرام کرتا ہے اور اُن کے بوجھ (جو اُن پر لادے ہوئے تھے) اور طوق جو اُن کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ اُن سے دُور کرتا ہے، پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اُس نُور کے پیچھے چل پڑے جو اس کے ساتھ اتارا گیا تھا وہی لوگ بامراد ہوں گے۔ کہو (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے (اور) جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے (اور) جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ''۔ (سورۃ الاعراف آیت 159-158)

''جو بھلائی تجھے پہنچے وہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو برائی تجھے پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔ اور ہم نے تجھے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ خوب اچھا گواہ ہے''۔ (سورۃ النساء آیت80)

''اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں''۔ (سورۃ سبا آیت29)

O اس تعلیم میں کبھی بھی بگاڑ پیدا نہیں ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کی حفاظت از خود کرے گا اور یہ دو طریق پر ہوگا اولاً قرآن پاک کے متن کی حفاظت کی جائے گی اور یہ ہمیشہ اپنی اصل حالت میں موجود رہے گا۔
''اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے''۔ (سورۃ الحجر آیت10)

خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہر لحاظ سے پورا ہوا۔ اب تک 14 سو سال گذرنے کے باوجود، قرآن پاک اپنی اصل صورت میں موجود ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی اس ابدی تعلیم یعنی قرآن پاک کی حفاظت کا دوسرا طریق اس کی درست تشریح اور تفسیر کا نظام ہے۔ چنانچہ یہ وعدہ کیا گیا اور رسول پاکؐ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد یعنی مصلح کا ظہور ہوگا تا کہ وہ امت میں رواج شدہ باطل عقائد کی درستگی کرتا رہے۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 212)

O مزید کہا گیا کہ بالآخر 14 ویں صدی کے آغاز میں امت میں ایک عظیم مجدد آئے گا جس کا نام عیسیٰ بن مریم اور امام مہدی ہوگا اور وہ اسلام کی تمام ادیان پر فتح کی مہم کی قیادت کرے گا۔
''وہی خدا ہے، جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور اُن کو پاک کرتا ہے، اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بُھول میں تھے''۔ (سورۃ الجمعہ آیت 3-4)

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

پس پیش گوئیوں کے عین مطابق ہر صدی کے سر پر یہ مجددین یا مصلحین آتے رہے اور 14 ویں صدی کے سر پر مسیح موعود تشریف لائے اس دور میں مسلمانوں میں بہت سے ایسی چیزیں رواج پا چکی تھیں جو قرآن پاک کی تعلیم کے منافی تھیں۔ چنانچہ آپ نے ان تمام کی اصلاح فرمائی۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

O یہ عقیدہ کہ اسرائیلی نبی، مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اپنے مادی جسم سمیت دوبارہ تشریف لائیں گے۔ آپ نے قرآن پاک کے واضح حوالوں سے یہ ثابت فرمایا کہ مسیح ابن مریم دوسرے تمام انسانوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔

''اور جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو تو اس نے جواب دیا کہ (ہم) تجھے (تمام عیبوں سے) پاک قرار دیتے ہیں۔ میری شان کے شایاں نہ تھا کہ میں (وہ بات) کہتا، جس کا مجھے حق نہ تھا اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوگا جو کچھ جی میں ہے تُو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا۔ تو یقیناً (سب) غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے''۔ (سورۃ المائدہ آیت 118-117)

اس آیت کریمہ سے وضاحت ہوتی ہے کہ جزا و سزا کے دن جب خدا تعالیٰ کے ہاں سوال و جواب ہوں گے تو اس دن حضرت مسیح ابن مریم، موجودہ عیسائیت کے اختیار کردہ عقیدہ تثلیث سے لاعلم ہوں گے۔ پس الٰہی تعلیم میں یہ بگاڑ اُن کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہے۔

''اور محمد صرف ایک رسول ہے۔اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے وہ اللہ کا ہر گز کچھ نقصان نہیں کر سکتا۔اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دے گا''۔(سورۃ آل عمران آیت 145)

یہ آیت کریمہ جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں وضاحت سے پتہ چلتا ہے کہ اُن سے پہلے تمام انبیاء بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے بتایا کہ وہ از خود مسیحی روح کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں اور آسمان سے کوئی نہیں اترے گا۔

O مسلمانوں میں جہاد کا غلط تصور بھی رواج پا چکا تھا۔ آپ نے اس کی درستگی کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں دین اسلام کی مخالفین میں سے کوئی بھی صرف بزور شمشیر ہمیں نقصان نہیں پہنچا رہا بلکہ یہ لوگ منطق، دلائل اور عقلی پہلو سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ چنانچہ اس پس منظر میں آپ نے وضاحت کی کہ دین اسلام میں انسانی ذہن کو قائل کرنے کے لئے جبر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو انہیں ہتھیاروں سے لیس کریں جن کی مدد سے غنیم کا لشکر ہم پر حملہ آور ہے یعنی دلائل و براہین۔

O از خود عملی طور پر یہ جہاد آپ نے یوں کیا کہ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، دہریوں اور اہل تشکیک کے اسلام اور قرآن کریم پر ہر قسم کے اعتراضات کے بھرپور علمی جواب عطا کئے اور آپ کی لگ بھگ 84 کتب اس پر سند ہیں۔

آپ نے اپنے مخلصین کی ایک جماعت کی بنیاد رکھی اور ان میں حسب وعدہ نبی کریم ﷺ خلافت کی پیشگوئی فرمائی۔ آپ کی وفات کے سو سال سے زائد گزرنے کے باوجود یہ ادارہ بفضل تعالیٰ آپ کے پیروکاروں کو راہنمائی فراہم کرتا چلا جا رہا ہے۔

اسلام کی تعلیم

اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے بارے میں بحث کو سمیٹتے ہوئے، اب ہم قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جو کہ موجودہ زمانہ کے لئے عطا ہوئی۔

خدا کا تصور

خدا تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔انتہائی مقتدر ہے اور اپنی تمام مخلوق کے ساتھ ذاتی تعلق رکھتا ہے۔اس تصور کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

''(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں) ہر (قسم) کی تعریف کا اللہ (ہی) مستحق ہے (جو) تمام جہانوں کا رب (ہے) بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا (اور) سزا کے وقت کا مالک ہے''۔(سورۃ الفاتحہ آیت 1-4)

''اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے وہی بے انتہا کرم کرنے والا (خدا) ہے اور (وہی) بار بار رحم کرنے والا (خدا) ہے۔ (حق یہ ہے کہ) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، (خود) پاک ہے (اور دوسروں کو پاک کرتا ہے، خود) ہر عیب سے سلامت ہے (اور دوسروں کو سلامت رکھتا ہے) سب کو امن دینے والا ہے، اور سب کا نگران ہے، غالب ہے اور سب ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتا ہے۔ بڑی شان والا ہے، جن چیزوں کو یہ لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں ان سے اللہ پاک ہے۔(حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے اور ہر چیز کو اس کی مناسب حال صورت دینے والا ہے اس کی بہت سی اچھی صفات ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کی تسبیح کر رہا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے''۔(سورۃ الحشر:25-23)

''اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تُو جواب دے کہ) مَیں (اُن کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اُس کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔سو چاہیے کہ وہ (دعا کرنے والا بھی) میرے حکم کو قبول کرے اور مجھ پر ایمان لائے تا وہ ہدایت پائے''۔(سورۃ البقرۃ:187)

''اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا سُنوں گا۔ جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنّم میں رُسوا ہو کر داخل ہوں گے''۔(سورۃ المومن آیت 61)

نوع انسانی کی تخلیق کے مقصد کو انتہائی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔اس کے لئے چند ایک آیات قرآنیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

''اے لوگو! اپنے (اُس) ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہیں (بھی) اور اُنہیں (بھی) جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا ہے تا کہ تم (ہر قسم کی آفات سے) بچو''۔(سورۃ البقرۃ آیت 22)

''اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''۔(سورۃ الذاریت آیت 57)

''اے مومنو! جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو خواہ تم بے ساز وسامان ہو، یا با ساز وسامان۔اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو بہت بہتر ہوگا''۔(سورۃ التوبہ آیت 41)

''اور وہ (لوگ) جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ہم اُن کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے''۔(سورۃ العنکبوت آیت 70)

اسلام میں روزمرہ زندگی کے ہر شعبہ کے لئے تفصیلی راہنمائی عطا کی گئی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مضمون انتہائی وضاحت سے موجود ہے۔ والدین، ہمسائیوں، رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کے حقوق کی تفصیل موجود ہے۔ کھانے، پینے، لباس، گفتار، تجسس، دروغ گوئی، غیبت اور دیگر لغویات کے بارے میں احکامات موجود ہیں۔

احسن اقدامات از قسم، غرباء یتاما، بیواؤں، بیماروں، بچوں، جانوروں کی دیکھ بھال، شادی، طلاق، وراثت، تجارت، اموال اور انہیں طیب رکھنے کے معاملات پر تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔صحت اور بدنی صفائی کے معاملات کو کافی گہرائی سے دیکھا گیا ہے۔

پس درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس حتمی الہامی کتاب میں انسانی معاملات کے ہر

متوقع پہلو پر راہنمائی دی گئی ہے۔

''اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور (ہر ایک قسم کی) بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ''۔ (سورۃ النحل آیت 91)

''اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے احسان (کا معاملہ) کرو گے اور (اسی طرح) قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی، اور یہ (عہد بھی لیا تھا) کہ لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو۔ اور نماز کو قائم رکھا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کروں مگر (اس کے بعد) تم میں سے چند ایک کے سوا (باقی) سب (کے سب) اعتراض کرتے ہوئے پھر گئے''۔ (سورۃ البقرہ آیت 84)

''اور تم اپنے (بھائیوں کے) مال آپس میں (مل کر) جھوٹ (اور فریب) کے ذریعہ سے مت کھاؤ اور نہ اُن (اموال) کو (اس غرض سے) حکّام کی طرف کھینچ لے جاؤ تا تم لوگوں کے مالوں کا کوئی حصہ جانتے ہوئے ناجائز طور پر ہضم کر جاؤ''۔ (سورۃ البقرہ آیت 189)

''اور جب تم (کسی کو کچھ) ماپ کر دینے لگو تو ماپ پورا دیا کرو اور (جب تول کر دو تو بھی) سیدھے ترازو کے ساتھ تول کر دیا کرو۔ یہ بات سب سے بہتر اور انجام کے لحاظ سے سب سے اچھی ہے''۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت 36)

''اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرو۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہوگا''۔ (سورۃ الحجرات آیت 12)

''تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لئے) خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے''۔ (سورۃ آل عمران آیت 93)

''صدقات تو صرف فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو ان صدقات کے جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز اُن کے لئے جن کے دلوں کو (اپنے ساتھ) جوڑنا مطلوب ہو اور اسی طرح قیدیوں اور قرضداروں کے لئے اور (ان کے لئے جو) اللہ کے راستہ میں (جنگ کرتے ہیں) اور مسافروں کے لئے یہ فرض اللہ کا مقرر کردہ ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے''۔ (سورۃ التوبہ آیت 60)

''اور اُن کے مالوں میں مانگنے والوں کا بھی حق تھا اور جو مانگ نہیں سکتے تھے اُن کا بھی (حق تھا)''۔ (سورۃ الذاریٰت آیت 20)

خدا تعالیٰ کی اس عظیم الشان کتاب جو انسانی راہنمائی کے لئے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔ اس میں سے بیسیوں اقتباس دیئے جا سکتے ہیں اور دعا ہے کہ نوع انسانی جلد از جلد اس کلام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس سے بابرکت ثمرات سمیٹنے کے قابل ہو جائے۔

....

نوٹ: سیر روحانی ''حضرت مصلح الموعودؓ کی تقاریر کا ایک معرکۃ الآرا مجموعہ ہے۔ یہ مضمون اسی کتاب کے روحانی لطف کے زیر اثر تحریر کیا گیا ہے۔ آیات کا ترجمہ تفسیر صغیر سے لیا گیا ہے۔ بائبل اُردو Wbtc

رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس خواہش اور ارشادات

☆ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں۔ جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ وقت ہاتھ نہیں آتا۔

☆ خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

☆ یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ میں کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کوئی احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بُلاتا ہے۔

☆ یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم کوئی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائیگی۔

اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت میں قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔

سوا اے جماعت کے سچے مخلصو؛ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ آپ تمہارے دلوں میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے۔ آمین ثم آمین

الراقم۔ خاکسار میرزا غلام احمد

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۶ تا ۵۰۰)

قابل تقلید تبلیغی مساعی

مجلس انصاراللہ لندن ریجن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ بنگلہ دیش سے خطاب کے دوران ذیلی تنظیموں کو تبلیغی کاموں کو تیز کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے لندن ریجن کی تمام مجالس نے اپنے متعلقہ گاؤں میں لٹریچر کی تقسیم اور تبلیغی سٹال لگانے کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کی۔ چنانچہ درج ذیل مجالس نے لٹریچر کی تقسیم اور تبلیغی سٹال لگانے کے بعد مجلس سوال و جواب اور نمائش کا انعقاد بھی کرلیا ہے۔ اکثر مجالس سوال و جواب میں مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے و نائب صدر مکرم چودھری رفیق جاوید صاحب اور مکرم زعیم اعلیٰ لندن ریجن بھی شامل ہوئے۔

☆ مجلس Mosque West نے 12 مارچ 2011ء کو Laleham گاؤں میں مجلس سوال و جواب منعقد کی جس میں 18 مہمان شریک ہوئے۔ جن میں چرچ کے کارکن، پولیس اور ڈاکٹر شامل ہوئے۔ مکرم نسیم باجوہ صاحب نے سوالوں کے جوابات دیئے۔ مکرم مقصود طاہر صاحب، ڈاکٹر غضنفر صاحب، محمد اصغر صاحب، عظیم احمد صاحب، عبدالباسط صاحب، محمد افضل صاحب، ضیاء الحسن شاکر صاحب، وسیم احمد صاحب، عرفان احمد صاحب اور ڈاکٹر بلال احمد صاحب نے خصوصی تعاون کیا۔

☆ مجلس West Hill نے 20 مارچ 2011ء کو Oxshott میں نمائش منعقد کی جس میں 22 مہمان شامل ہوئے جن میں دو مقامی پادری بھی تھے۔ مکرم داؤد احمد عابد صاحب مربی سلسلہ، صدر جماعت ویسٹ ہل مکرم میاں عبدالوہاب صاحب اور زعیم اعلیٰ لندن ریجن نے شرکت کی۔ اس سے پہلے Oxshott کے ہر گھر میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا اور مسلسل تبلیغی سٹال لگائے گئے۔ مکرم محمد طارق صفدر صاحب، محمود خانصاحب، عصمت اللہ صاحب، منیر احمد جوکہ صاحب، ریاض احمد صاحب، محمد طاہر صاحب، طیب بھٹی صاحب، عبدالسمیع قریشی صاحب نے خصوصی معاونت کی۔

☆ مجلس Mosque نے 21 مارچ 2011ء کو East Horsley گاؤں میں مجلس سوال و جواب منعقد کی جس میں 17 مہمان شامل ہوئے۔ مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس سے پہلے East Horsley کے ہر گھر میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا اور مسلسل 20 تبلیغی سٹال لگائے گئے۔ مکرم نعیم احمد رضا صاحب، رانا عرفان شہزاد صاحب، محمود احمد خانصاحب، امتیاز احمد صاحب، رانا باسط صاحب، مبشر ڈوگر صاحب، شیخ شاہد صاحب، ملک مبشر احمد صاحب، عبدالوحید صاحب نیز خدام میں سے عامر رضا، ظافر رضا، کاشر رضا، رانا عثمان احمد، عثمان احمد اور مصور ڈوگر صاحبان نے خصوصی معاونت کی۔

☆ مجلس Roehampton نے 3 اپریل 2011ء کو Ashtead میں نمائش منعقد کی جس میں 11 مہمان شامل ہوئے۔ مہمانوں میں مقامی چرچ کے انچارج پادری بھی شامل تھے۔ اس سے پہلے گاؤں کے ہر گھر میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مکرم محمد احسن صاحب، مظفر احمد بٹ صاحب، محمد یوسف صاحب، ملک منور احمد صاحب، بشارت ممتاز صاحب، افریقن دوست مکرم کوا کی صاحب، خدام میں سے ارسلان احمد شمسی، دانیال احمد اور ذیشان احسن نے خصوصی معاونت کی۔

☆ مجلس پٹنی نے 16 اپریل 2011ء کو Claygate میں نمائش کا انعقاد کیا جس میں 12 مہمان شامل ہوئے جن میں ڈپٹی میئر اور ان کی بیگم جو کہ ڈپٹی میئرس بھی ہیں، نیز لوکل چرچ کے انچارج پادری بھی شامل ہوئے۔ مربیان میں مکرم نسیم باجوہ صاحب، مکرم عبدالمومن زاہد صاحب، مکرم حافظ طیب صاحب شامل ہوئے۔ اس سے پہلے گاؤں کے ہر گھر میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مکرم امتیاز احمد صاحب، ملک اسد صاحب، مبارک شاہد صاحب، رفیع احمد صاحب، چوہدری عبدالرشید صاحب، رشید شاکر صاحب، رشید احمد صاحب، طاہر محمود ملک صاحب، غلام مصطفیٰ جنجوعہ صاحب، مرتضیٰ احمد صاحب (خادم) اور مکرم بشارت احمد بٹ صاحب صدر جماعت نے بھرپور تعاون کیا۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اور ان کی تبلیغی ٹیم بھی پروگرام میں شامل ہوئی۔

☆ لندن ریجن میں شامل دیگر مجالس بھی اپنے متعلقہ گاؤں میں جاکر جماعتی لٹریچر تقسیم کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مجالس سوال و جواب منعقد کی جائیں گی۔ اس حوالہ سے مکرم مشہود گلزار صاحب، مکرم بشارت سرویا صاحب اور مکرم رفیع صاحب مصروفِ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حقیر کاوشوں میں ہر لحاظ سے برکتیں عطاء فرمائے۔ آمین

(شکیل احمد بٹ۔ نائب زعیمِ اعلیٰ صفِ دوئم لندن ریجن)

ساؤتھ ویسٹ ریجن

مجلس انصاراللہ ساؤتھ ویسٹ ریجن نے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر، جو حضور نے بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کے موقع پر فرمائی، لبیک کہتے ہوئے تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ کی۔ اسی تحریک کی روشنی میں صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے ایک خصوصی پروگرام تیار کیا اور تمام ریجنل ناظمین اور زعماء اعلیٰ کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہر ہفتے تبلیغ سٹالز کا بالخصوص انتظام کیا جائے اور ہر ہفتے اپنی کارگزاری سے آگاہ کیا جائے۔

گزشتہ دو ماہ کے عرصہ میں مجلس انصاراللہ ساؤتھ ویسٹ ریجن نے دو سٹالز کا اہتمام کیا جو کارڈف سٹی سنٹر میں لگائے گئے۔ اکیس افراد نے ان سٹالز سے فائدہ اُٹھایا۔ اس کے علاوہ 240 پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔ Swansea مجلس نے بھی دو سٹالز ٹاؤن سنٹر میں لگائے جن سے 18 افراد نے استفادہ کیا اور جماعتی تعارف حاصل کیا۔ مجلس نے Old People Home کا دورہ بھی کیا اور وہاں 14 افراد کو جماعت کا تعارف کروایا اور اُن میں اشیائے خورونوش اور تحائف تقسیم کیے۔ مزید برآں Swansea مجلس نے دو Oxfam Charity Shops میں جماعت کے تعارفی لٹریچر (پمفلٹس اور کتب) کی نمائش بھی لگائی ہوئی ہے جو مزید چند ہفتے جاری رہے گی جس سے اب تک اوسطاً روزانہ گیارہ افراد نے فائدہ اُٹھایا ہے۔

مکرم سعادت احمد صاحب (زعیم کارڈف) اور سفیر احمد صاحب، مکرم شکیل احمد صاحب (زعیم سوانسی) اور نسیم احمد صاحب نے خاص طور پر اس مساعی میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: ریجنل ناظم ساؤتھ ویسٹ منور احمد مغل)

شعبہ تعلیم پرچہ نمبر 1 میں

نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے انصار کے اسماء

ذیل میں اُن انصار بھائیوں کے اسماء شامل اشاعت کئے جارہے ہیں جنہوں نے 80 فیصد نمبر اس پرچہ میں حاصل کئے تھے۔

ٹوٹنگ بیک : مکرم ملک نعمان احمد خان، مکرم عبدالحمید احمد، مکرم بشارت احمد، مکرم محمد رمضان، مکرم بصیر احمد، مکرم رفاقت احمد سندھو، مکرم سعید احمد، مکرم پرویز احمد، مکرم چوہدری کرامت اللہ، مکرم منور احمد خورشید۔

پریسٹن: مکرم ظفر اللہ جمال، مکرم مبشر احمد قریشی، مکرم داؤد احمد پیر۔

بلیک برن: مکرم عبدالسمیع، مکرم غلام حمید، مکرم حفیظ احمد۔

مانچسٹر ساؤتھ : مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد، مکرم حافظ مبارک احمد، مکرم اعجاز ایوب خان، مکرم طاہر احمد باجوہ، مکرم ندیم احمد خواجہ۔

مچم: مکرم عبدالباسط قیصر، مکرم غلام رسول بٹ، مکرم چوہدری محمد امین، مکرم ملک ناصر احمد، مکرم حافظ فرقان احمد۔

والسال: مکرم ڈاکٹر محمد ذکریا طاہر، مکرم موسیٰ انکومان۔

شرلی: مکرم احسان احمد خان، مکرم انعام اللہ بھٹی، مکرم عاشق احمد شاہ، مکرم ملک وحید احمد، مکرم لطیف احمد مانگٹ۔

ویسٹ کرائیڈن: مکرم محمد افضل، مکرم ظفر اللہ شیخ، مکرم راجہ کلیم اللہ، مکرم مبشر ظفر، مکرم خالد محمود باجوہ، مکرم سلامت اللہ ناصر۔

بروملے: ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی، ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن، مکرم عبدالمومن عامر۔

ناربری: مکرم عبدالمجید ظفر، مکرم منظور احمد شاد، مکرم تصور احمد خالد، مکرم ملک محمد اظہر، مکرم طاہر عدنان، مکرم مرزا تنویر احمد، مکرم طارق مجید۔

تھارنٹن ھیتھ: مکرم عبدالرشید قاضی، مکرم اظہر محمود، مکرم منور احمد کاہلوں، مکرم عرفان عاصم، مکرم ناصر احمد ملک، مکرم عابد انور خادم، مکرم محمد احمد عمر، مکرم جواد احمد، مکرم منظور حسین شاہین، مکرم مبشر احمد صدیقی۔

ھنسلو نارتھ: مکرم عابد احمد ناصر، مکرم مرزا عبدالواحد، مکرم عبداللطیف خان، مکرم مرزا عبدالباسط، مکرم ضیاء القریشی، مکرم امین اللہ چوہدری، مکرم خلیل الرحمٰن، مکرم آصف علی پرویز، مکرم علی احمد، مکرم مرزا منصور بیگ۔

ھیز: مکرم مبشر چوہدری، مکرم فاضل سیٹھی۔

برمنگھم ایسٹ: مکرم حاجی طارق محمود، مکرم محمد سلیم، مکرم سلیم احمد، مکرم غلام عباس بلوچ، مکرم سعید احمد رفیق۔

مورڈن ساؤتھ: مکرم تنویر احمد تبسم، مکرم سمیع عمر، مکرم عبدالوحید، مکرم احمد طیب، مکرم برہان الدین، مکرم آصف محمود، مکرم غلام مصطفیٰ، مکرم ہمایوں احمد، مکرم محمد اظہر، مکرم محمد یعقوب لون، مکرم محمد عمر خالد، مکرم ناصر احمد، مکرم رشید احمد ساجد، مکرم شاہد محمود، مکرم طارق محمود، مکرم طارق لطیف ارشد، مکرم وسیم احمد ناصر۔

اس طرح ساؤتھ ریجن پہلے نمبر پر رہا۔ اللہ تعالیٰ تمام انصار کو انفرادی طور پر اور ساؤتھ ریجن کو بھی یہ اعزاز بابرکت کرے۔ آمین۔ تعلیمی پرچہ جات میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کے نام آئندہ بھی شائع کئے جاتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

شعبہ تعلیم پرچہ نمبر 1 کے جوابات

1: جب انسان میں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔

2: کشتی نوح، دعوت الایمان، تقویۃ الایمان۔

3: جب ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

4: بدکار متکبر ظالم خائن۔

5: ہر ایک جو تیری چار دیواری کے اندر ہے اسے میں بچاؤں گا...... اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپکی پوری پیروی کرتے ہیں وہ سب آپکے روحانی گھر میں داخل ہیں۔

6: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

7: کشمیر سری نگر کے محلّہ خانیار میں۔

8: بھائیوں کے نام یہودا، یعقوب، شمعون، یوزس اور بہنوں کے نام آسیا اور لیدیا۔

9: الف (اَنا کا) ل (اللہ کا) م (اَعلمُ کا)۔

10: ذَلِکَ کے معنی وہ کے ہوتے ہیں لیکن کبھی یہ لفظ اس چیز کے لئے بھی جو قریب ہو اور شان اور درجہ میں بہت افضل ہو استعمال ہوتا ہے اور اس جگہ اس کے جو معنی ہیں چونکہ اردو میں ان معنوں کو پورا کرنے والا کوئی لفظ نہیں اس لئے (یہی) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

11: "اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور بھی بڑھا دیا" کے فقرہ سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو اُن کی بے ایمانی میں بڑھا دیا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بار ہا ایسے نشانات دکھائے جن کے نتیجہ میں وہ مسلمانوں سے اور بھی زیادہ ڈرنے اور منافقت کرنے لگے۔

12: جو تجھ پر نازل کیا گیا۔

نوٹ: شعبہ تعلیم سوال نمبر 8 کے غلط طبع ہونے پر معذرت خواہ ہے۔

انصار ڈائجسٹ

فرخ سلطان محمود

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ اور مفید تحریریں شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ قارئین خود لکھ کر یا اپنے زیرمطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کرکے ہمیں کچھ بھی بھجوا سکتے ہیں۔ تحریر مختصر اور باحوالہ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے: Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL

''سفرحیات''

اگرچہ سچائی اپنی قبولیت کے لئے کسی مصنوعی دلیل کی محتاج نہیں ہوتی تاہم سچائی کو قبول کرنا اور خصوصاً ایسی سچائی کو قبول کرنا جس کے نتیجے میں دنیاوی تکالیف اور مصائب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوسکتا ہو، قربانی کی حقیقی روح کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والوں میں ایک نام مکرم محمود عالم ملک صاحب کا بھی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا طویل سفر ایک مختصر کتاب ''سفرحیات'' میں قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ قریباً دوصد صفحات پر مشتمل یہ کتاب دلچسپ واقعات پر مشتمل ہے اور کئی مقامات پر قاری خود کو بیان شدہ کردار میں سے ہی ایک سمجھنے لگتا ہے۔ صاف لکھائی، عمدہ طباعت اور خوبصورت رنگین (سافٹ) سرورق اس کی ظاہری خوبیوں میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

آج اپنے کالم میں ہم اسی کتاب یعنی ''سفرحیات'' کا جائزہ لیں گے اور چند دلچسپ امور اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

مکرم محمود عالم ملک صاحب (جو اس وقت کینیڈا میں مقیم ہیں، اُن) کا تعلق بھارت کے ایک پسماندہ علاقہ آڑہ سے ہے۔ آپ کو 1937ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعدازاں طویل عرصہ روہڑی (ضلع سکھر سندھ) میں جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق بھی پائی اور کچھ عرصہ سکھر کی امارت بھی آپ کے سپرد رہی۔ یہ وہی دَور ہے جب ضیاء الحق کی آمرانہ حکومت کے بنائے ہوئے کالے قوانین کی وجہ سے معصوم احمدی ملک بھر میں اور خاص طور پر سکھر کے علاقہ میں تختۂ ستم بنائے جارہے تھے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میری پیدائش 1921ء کے قریب موضع آڑھا ضلع مونگھیر صوبہ بہار میں ہوئی۔ میرے والد عبدالعزیز صاحب ملازمت کے ساتھ ساتھ دیسی دواؤں اور ہومیوپیتھی میں حکمت بھی کیا کرتے تھے۔ مجھے بچپن میں ایک بار جب ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیدیا تو والد صاحب کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہ میں شفاء عطا فرمائی۔ ابتدائی تعلیم آڑہ میں حاصل کی لیکن مڈل کے بعد نامساعد حالات کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ لیکن چودہ میل دُور شیخ پورہ سے ایک سالہ ٹیچر ٹریننگ کورس کیا۔ وہاں وظیفہ بھی ملتا تھا اور رہائش کے لئے بورڈنگ بھی۔

میری والدہ قبول احمدیت سے پہلے بھی نماز روزہ کی پابند تھیں۔ میرا ایک بھائی بچپن میں سکول کی سختی سے گھبرا کر گھر سے بھاگ گیا۔ میری والدہ نے پریشانی میں تہجد میں کئی بار دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے زندہ ہونے کی بشارت دی اور پھر دعاؤں کے طفیل اُس کی واپسی کے سامان بھی غیرمتوقع طور پر کردیئے۔

ٹیچر ٹریننگ کورس کے دوران مجھے اپنے بھائی مشتاق عالم صاحب کے احمدی ہونے کی اطلاع ملی۔ اس کے تین ماہ بعد میرے والد بھی احمدی ہوگئے۔ یہ دونوں کلکتہ میں احمدیت سے متاثر ہوئے تھے۔ مجھے مذہب سے زیادہ واقفیت نہ تھی لیکن امام مہدی کی آمد کا چرچا سنتا آرہا تھا۔ اور پھلواڑی شریف (پٹنہ) کے ایک گدی نشین پیر صاحب نے ایک اشتہار بھی دیا تھا جس میں لکھا تھا کہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کی تمام علامات پوری ہوچکی ہیں اور وہ پیدا ہوچکے ہیں اور 1320 ہجری تک ظاہر ہوجائیں گے۔ دوسری طرف احمدیوں کا عقیدہ تھا کہ امام مہدی قادیان میں ظاہر ہوچکے ہیں۔ بھائی کے احمدی ہونے کے بعد میرے اندر بھی مذہبی معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

آڑہ میں احمدیت حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ کے ذریعہ آئی تھی جو فوج میں ملازمت کے دوران قادیان گئے اور اپنی فیملی سمیت بیعت کرلی۔ آڑہ سے ایک نوجوان حضرت مولوی محمد سلیمان صاحبؓ بھی پیدل قادیان گئے اور بیعت کرکے واپس آئے۔ اِن دونوں کے توسّط سے کئی خاندان احمدیت کی آغوش میں آگئے۔ اکتوبر 1934ء میں آڑہ میں احمدیوں کا غیراحمدیوں سے ایک دوروزہ مناظرہ بھی منعقد ہوا جس میں احمدیوں کی نمائندگی حضرت مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی نے کی۔ مناظرہ سے قبل ہی غیراحمدیوں نے جلسہ کرکے فتویٰ دیدیا تھا کہ احمدیوں کی بات سننا کفر ہے۔ مناظرہ میں بھی غیراحمدیوں کی طرف سے تضحیک کا سلسلہ جاری رہا اور اگرچہ علمی دلائل کسی کو سمجھ شاید ہی آئے ہوں لیکن دل احمدیت کی طرف کئی لوگوں کے مائل ہوئے اور اس مناظرہ کے نتیجہ میں ہی میرے والد بھی احمدی ہوئے۔

مناظرہ کے بعد سنی علماء نے مجھے لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا اور مشورہ دیا کہ اپنے احمدی بھائی اور باپ سے دُور رہوں۔ اس دوران آڑہ میں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ بھی کردیا گیا جو ایک سال تک جاری رہا۔ کچھ عرصہ سکول کی ملازمت کے بعد مَیں ملازمت کی تلاش میں اپنے احمدی بھائی کے پاس مہگاؤں پہنچا جہاں وہ ایک سیمنٹ فیکٹری میں ملازم تھے۔ یہاں کئی احمدیوں سے ملاقات ہوئی۔ وہاں کسی احمدی سے مَیں نے سنّی علماء کے لٹریچر کے حوالہ سے پوچھا کہ ایسی باتیں کہنے والا کیسے مسیح ہوسکتا ہے تو انہوں نے مجھے اصل عبارات دکھائی اور بتایا کہ سیاق وسباق چھوڑ کر صرف دھوکہ دینے کے لئے یہ حوالہ جات غیراحمدیوں کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں۔ یہاں مجھے پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتب پڑھنے کی توفیق بھی ملی اور مَیں دل سے احمدی ہوکر واپس اپنے گاؤں آگیا۔ یہاں والدہ اور بہن کو احمدیت کی حقیقت سے آگاہ کرتا رہا اور اللہ کے فضل سے جلد ہی ہم تینوں نے اُس وقت بیعت کرلی جب گاؤں میں احمدیوں کا شدید سوشل بائیکاٹ جاری تھا جو کئی ماہ بعد مجسٹریٹ کو درخواست دے کر ختم کروایا گیا۔

دسمبر 1937ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی بار قادیان کی زیارت کی سعادت ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی زیارت بھی ہوئی۔ اگلے سال مجلس مشاورت میں بطور زائر شرکت کا موقع بھی ملا۔

مجھے جن احمدیوں کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا اُن میں سے بعض نے خاص طور پر بے حد متاثر کیا۔ ایک بزرگ چودھری فضل احمد صاحب تھے جو پٹواری تھے اور اپنی ملازمت کے دوران بہت آمدنی بنائی تھی لیکن جب حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر احمدی ہوگئے تو اپنی حرام کمائی سے بنائی ہوئی جائیداد فروخت کرکے اُن افراد کو خود جاکر رقم واپس کی جن سے کبھی رشوت وصول کی تھی۔ اگر کوئی

واپس لینے سے انکار بھی کرتا تو بھی زبردستی اُسے دیدیتے تھے۔ اُن کے عملی نمونہ کی وجہ سے کئی لوگ احمدی بھی ہوئے۔ گرمیوں میں رات کو وہ اپنے گھر کی چھت پر تلاوت قرآن کرتے اور بلند آواز میں صداقت مسیح موعودؑ کے دلائل بیان کرتے۔

جب مَیں کھلاری میں ملازم تھا تو میرے ساتھی اضافی آمدنی بناتے تھے لیکن مَیں احمدیت کی تعلیم کے باعث اُن میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ پہلے اُنہیں خطرہ تھا کہ مَیں اُن کی بددیانتی کو حکام تک نہ پہنچادوں اس لئے وہ مجھے بار بار اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے دباؤ ڈالتے تھے لیکن پھر مَیں نے اُن کو تسلی دلادی کہ چغلی کرنا حرام ہے اور اُن کی رپورٹ کرنا میرے فرائض میں شامل نہیں ہے اس لئے وہ مطمئن رہیں اور مجھے اِس گناہ میں شامل نہ ہی کریں۔

اکتوبر 1941ء میں مجھے والد صاحب کا خط ملا کہ اُن کو بھی گاؤں سے کھلاری لے آؤں۔ چنانچہ مَیں گاؤں پہنچا۔ لیکن جس روز ہم نے روانہ ہونا تھا اُس سے ایک شام پہلے اُن کی وفات ہوگئی۔ گاؤں والوں نے کہا کہ اگر احمدیت سے توبہ کرلو تو ہم ان کے کفن دفن میں تعاون کریں گے۔ وہ برسات کے دن تھے اس لئے مَیں کسی احمدی کو بلا بھی نہ سکتا تھا۔ میری والدہ نے کہا کہ صحن میں دفن کردو لیکن طبیعت آمادہ نہ ہوتی تھی۔ لوگ تھے کہ طعنے دیتے کہ باپ کی نعش گھر میں پڑی ہے اور یہ اپنے عقائد پر اڑا ہوا ہے۔ ایسے میں دل میں جوش پیدا ہوا اور مَیں نے دو نفل دعا کرتے ہوئے پڑھے۔ پھر ایک ہمدرد حلیم چچا کا خیال آیا تو رات دس بجے جا کر اُنہیں حالات بتائے۔ وہ اگلی صبح آئے اور کفن دفن کے انتظام میں مدد کی۔ اُن کو دیکھ کر چند اَور ہمدرد بھی اکٹھے ہوگئے۔ مَیں نے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی اور پیچھے چند نابالغ بچے کھڑے ہوگئے جو حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ کے پوتے تھے۔ تدفین کے بعد گاؤں والوں کو سارا واقعہ معلوم ہوا تو بعض لوگ حلیم چچا کے خلاف ہوگئے اور بعض اُن کے حق میں بولنے لگے۔ لیکن شرفاء کے دخل سے تنازعہ کا خطرہ ٹل گیا۔ مارچ 1947ء میں میری والدہ کی وفات پر بھی صرف ایک یا دو احمدی وہاں موجود تھے۔ اُس وقت بھی حلیم چچا نے دلیری سے مدد کی۔

کھلاری میں جہاں مَیں سیمنٹ فیکٹری میں ملازم تھا، وہاں حضرت چودھری عبدالحمید صاحبؓ جماعت کے صدر تھے۔ وہ میرے مربی تھے۔ انہیں تبلیغ کا بہت شوق تھا اور تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اُن کی صحبت میں رہ کر مجھے بہت فائدہ ہوا۔

جب مَیں روہڑی اور پھر سکھر میں منتقل ہوگیا تو سکھر میں ملاؤں نے احمدیوں کے خلاف ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا جس میں ضیاء الحق کے دَور میں شدّت آگئی۔ کئی احمدیوں نے شہادت کا رتبہ پایا۔ سکھر میں اکبر بادشاہ کے زمانہ کی بنی ہوئی ایک یادگار مسجد منزل گاہ ہے جو دریائے سندھ کے کنارہ پر واقع ہے۔ 23/مئی 1985ء کو اس مسجد میں نماز فجر کی نماز کے دوران نامعلوم افراد دو بم پھینک کر فرار ہوگئے جس کے نتیجہ میں دو نمازی ہلاک اور بارہ زخمی ہوگئے۔ ملاؤں نے اس کا الزام احمدیوں کے سر پر عائد کیا اور بغیر کسی تحقیق کے کئی احمدی گرفتار کرلئے۔ ہمارے گھروں کو پولیس تالے لگوا کر ہمیں بھی تھانے لے گئی اور ہماری عورتوں کو سیمنٹ فیکٹری بھجوادیا گیا۔ پولیس نے محمد ایوب مرحوم کو بھی گرفتار کرلیا جو سکھر میں احمدی بچوں کو جوڈو کراٹے سکھانے آیا کرتا تھا اور بم حملے کے دن ربوہ میں تھا لیکن اُس کو ناکردہ جرم منوانے کے لئے اُس پر شدید تشدد کیا گیا اور اذیتیں دی گئیں۔ کُل 24/احمدی گرفتار کئے گئے۔ ہم وہاں پانچ وقتہ نماز کے علاوہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا کرتے تھے۔ روزانہ رات بارہ بجے SP صاحب تحقیقات کے لئے آتے اور ہر ایک کو باری باری بلا کر بیان لیتے۔ دو ہفتے بعد وہ دو مولویوں کو ہمراہ لائے اور انہیں ہم سب کا چہرہ دکھادیا۔ اگلے دن انہی دونوں مولویوں کو بلا کر انہیں کہا گیا کہ وہ مجرموں کو الگ کرلیں۔ مولویوں نے فوراً پہلے سے شناخت کئے ہوئے افراد کی نشاندہی کی اور پولیس نے اُسی وقت سات افراد گرفتار کرکے اُنہیں ہتھکڑی پہنادی اور سکھر جیل میں منتقل کردیا۔ اُن میں مولوی حمیداللہ خالد صاحب بھی تھے جنہوں نے بلند آواز میں سب کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم نے یہ زیور پہن لیا ہے۔ پھر ہتھکڑی کو چوم لیا۔ اس کے بعد ہم باقی احمدیوں کو سکھر کی احمدیہ مسجد لا کر چھوڑ دیا گیا۔ مسجد بہت گندی ہوچکی تھی۔ ہم نے صفائی کی اور نماز شکرانہ ادا کی۔ گھر کو دیکھا تو تالا ٹوٹا ہوا تھا۔ پولیس نے بتایا کہ خانہ تلاشی لی ہے تاکہ بم بنانے کا سامان برآمد کیا جائے۔ کوئی مشتبہ چیز تو برآمد نہیں ہوئی لیکن قیمتی سامان غائب ہوگیا۔ پولیس افسران نے غائب کئے گئے سامان کی فہرست لے لی لیکن کچھ بھی واپس نہیں ملا۔

جیل جانے والے احمدیوں کو پہلے دیگر قیدیوں کی طرف سے نفرت کا رویہ سہنا پڑا۔ پھر وہ اُنہیں نمازیں اور تہجد پڑھتا دیکھ کر قریب آئے اور معلومات حاصل کرکے دوستی کی بنیاد ڈال لی۔ دسمبر 1985ء میں جب مارشل لاء کورٹ میں مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر چھ وکلاء کے ایک پینل نے مقدمہ کی نہایت عمدگی سے پیروی کی۔ جرح کے دوران مولویوں کو سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ جھوٹے کیس کو ثابت کرنے میں بُری طرح ناکام رہے لیکن نام نہاد عدالت تو فیصلہ کرکے بیٹھی تھی چنانچہ سب کو سزائے موت سنادی گئی۔ یہ فیصلہ جب گورنر سندھ جنرل جہانداد خان کے پاس دستخط کے لئے گیا تو اُس نے دیکھا کہ جرم تو کسی کا ثابت نہیں ہے اس پر اُس نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے دو احمدیوں جن کا نام FIR میں شامل تھا (یعنی پروفیسر قریشی ناصر احمد اور قریشی رفیع احمد) اُن کی سزا کا فیصلہ بحال رکھا اور باقی سب کو بری کردیا۔ جماعت نے خاموشی سے رہائی پانے والے پانچوں احمدیوں کو کراچی بھجوادیا جہاں سے دو (محمد ایوب اور میرے بیٹے مظفر احمد) کو لندن بھجوادیا گیا۔ جبکہ سکھر میں مولوی شور کرتے رہے کہ اصل ملزمان کو فیصلہ میں چھوڑ دیا گیا ہے لیکن ہم نہیں چھوڑیں گے۔

سکھر کیس میں دونوں قریشی برادران تین سال تک پھانسی گھاٹ میں قید رہے لیکن سزا پر عملدرآمد نہ ہوسکا۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور احمدیوں کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اِس دوران ایک بار مجرموں کے ایک گروہ نے سکھر جیل پر حملہ کرکے اپنے بیس پچیس ساتھیوں کو چھڑالیا۔ اِن دونوں کو بھی کہا گیا کہ بھاگ جاؤ لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حالات تبدیل کئے اور ضیاء الحق اپنے بدانجام کو پہنچا۔ ملک میں بے نظیر کی حکومت آئی تو اُس نے مارشل لاء دَور کے تمام افراد کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کرکے اُنہیں سول عدالت میں اپیل کا حق دیدیا۔ چنانچہ اپیل کردی گئی لیکن مقدمہ شروع ہونے میں مزید تین سال لگ گئے۔ بہرحال پہلی ہی پیشی پر دونوں کی رہائی عمل میں آگئی کیونکہ کسی جرم کے ثابت ہوئے بغیر ہی یہ سزا سنائی گئی تھی۔

الغرض زیرنظر خودنوشت سوانح حیات نہ صرف مصنف کے ذاتی واقعات بلکہ بعض ایسے تاریخی واقعات سے بھی مزیّن ہے جن سے عام احمدی بھی شاید پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ احمدیت کی سچائی کو قبول کرکے اپنی زندگیوں پر اُن کی برکات کا مشاہدہ کرنے والے یقیناً ایسے ہی وجود ہوا کرتے ہیں جو پھر دنیا بھر کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ لیکن جس خدا کی خاطر وہ ایسا کرتے ہیں وہ اُنہیں دنیاوی نعماء سے بھی وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

نوٹ: اگر آپ بھی اپنی کسی کتاب پر ہماری رائے سے مستفید ہونا چاہتے ہوں تو اپنی کتاب براہ راست ''انصار ڈائجسٹ'' کے پتہ پر ارسال کریں یا فون نمبر 07947408144 پر رابطہ فرمائیں۔